مختصر
ایڈیشن

خواتین، ہمیں معاف کر دیجیے!



شادی اور کلیسیا میں مرد اور
عورت
مختصر۔ واضح۔ مفید۔

HANS-JÖRG RONSDORF

خواتین، ہمیں معاف کر دیجیے!

مختصر ایڈیشن

شادی اور کلیسیا میں مرد اور عورت

مختصر۔ واضح۔ مفید۔

Hans-Jörg Ronsdorf

چھپا ہوا ایڈیشن (جرمن زبان میں) www.hans-joerg-ronsdorf.de پر آرڈر کیا جا سکتا ہے
قیمت: 3.80 €، ڈاک خرچ الگ۔
جرمن ایڈیشن Kindle eBook کے طور پر بھی دستیاب ہے۔
چوتھا ایڈیشن، نومبر 2026 (جرمن ایڈیشن)
جرمن سے ترجمہ، 2026 – مفت ڈاؤن لوڈ: www.hans-joerg-ronsdorf.de
© Hans-Jörg Ronsdorf – جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

Albis 6½, 87477 Sulzberg

کمپوزنگ: Hans-Jörg Ronsdorf
رابطے کے لیے ای میل: hj-ronsdorf@t-online.de
جرمن ایڈیشن کا ISBN: 978-3-9820715-6-5
سرورق کا ڈیزائن: Tobias Stricker
پروف ریڈنگ: Gabriele Singer
طباعت: www.wir-machen-druck.de
جرمن ایڈیشن میں استعمال شدہ ترجمۂ بائبل (اگر کوئی اور نہ بتایا گیا ہو):
Elberfelder Übersetzung, Edition CSV, Hückeswagen www.csv-bibel.de (جرمن ترجمۂ بائبل)؛ اردو ترجمے میں بائبل کی آیات: کتاب مقدس (Revised Urdu Version)، © Pakistan Bible Society

فہرست مضامین

1 پیش لفظ – ایک اور کتاب کیوں؟ 6

2 ہماری بنیاد – ہم کس بات کا حوالہ دیتے ہیں؟ 10

3 ابتدا کی طرف واپسی – خدا کیا چاہتا تھا 13

4 تخلیق کی ترتیب – اگر ہے تو کون سی؟ 18

5 جو ہونے والا تھا – مگر خدا نے کبھی نہیں چاہا 20

6 یسوع، جو مسیح ہے، اور خواتین 28

6.1 یعقوب کے کنوئیں پر سامری عورت 29

6.2 یسوع کے قدموں میں – مرتھا اور مریم 30

6.3 مریم مگدلینی، رسولوں کی رسول 31

7 دلہن کلیسیا اور خواتین کی خدمت 33

7.1 پولس اور اس کی ہم خدمت خواتین 34

7.1.1 فیبے – ڈیکن، راہنما اور خط لے جانے والی 34

7.1.2 ایک مثالی جوڑا: پرسکہ اور اکولہ 35

7.1.3 یونیاہ – نامور رسول 36

8 کیا بہنوں کے لیے خاموش رہنے کا حکم ہے؟ 38

8.1 نبوتوں کو پرکھنا 40

8.2 آیت 34 اور 35 ایک اقتباس؟ 41

8.3 آیت 34 اور 35 بعد کا اضافہ؟ 42

9 کیا بہنوں کے لیے تعلیم دینے کی ممانعت ہے؟ 46

10 سب ایمان داروں کی کہانت 53

11 کیا بہنیں بزرگ ہو سکتی ہیں؟ 56
12 سر ڈھانکنا – کیا آج بھی؟ 61
13 مرد بطور سر – یک طرفہ تابع داری؟ 69
14 نہ مرد نہ عورت 74
15 ہمارے قصور کا اعتراف 78
16 آخر میں 80
17 مصنف کی دوسری کتابیں 85

1پیش لفظ – ایک اور کتاب کیوں؟

نومبر 2020 میں میری کتاب "خواتین، ہمیں معاف کر دیجیے!" (Frauen, vergebt uns!) شائع ہوئی۔ توقع کے مطابق نا سمجھی، بلکہ غم و غصہ بھی، سامنے آنا ہی تھا، کیونکہ بائبل کے وفادار بھائیوں نے محسوس کیا کہ اس عنوان نے انہیں ایک طرح سے یرغمال بنا لیا ہے۔ اگر عورت کے بارے میں ان کا نظریہ کلام مقدس کے مطابق ہے تو وہ معافی کیوں مانگیں؟

بات اب بھی دو متضاد نقطۂ نظر کی ہے – نیچے جدول کی صورت میں دونوں کا موازنہ بھی دیکھیے۔

ایک نقطۂ نظر عورت پر سر کے طور پر مرد کے اختیار کا قائل ہے۔ اس کے مطابق تخلیق کی ترتیب گناہ میں گرنے سے پہلے ہی ایسی تھی۔ اس لیے بیوی اپنے شوہر کے تابع رہتی ہے، عبادت میں خاموش رہتی ہے اور کلیسیا کے اندر اور باہر مردوں کو نہ تعلیم دیتی ہے نہ ان کی قیادت کرتی ہے۔

اس کے برعکس دوسرا نقطۂ نظر تخلیق کی ابتدا ہی سے برابری اور ایک دوسرے کی تکمیل والی شراکت دیکھتا ہے – درجے کے کسی فرق کے بغیر۔ ایک دوسرے کے تابع رہنا باہمی زندگی کی پہچان ہے۔ کلیسیا میں بہنیں بھی ہر شعبے میں بالکل بھائیوں کی طرح خدمت کرتی ہیں۔

دونوں نقطۂ نظر بائبل سے ثابت کیے جاتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں نظریات ایک دوسرے سے میل نہیں کھاتے – بہت سی کتابوں کے مطالعے، لیکچر سننے اور بہت سی بحثوں کے بعد میرا یہی نتیجہ ہے۔ خدایا، یہ کتنے دکھ کی بات ہے! ہم ایک مشکل الٰہیاتی تنازع کے سامنے کھڑے

ہیں، جو افسوس کہ کلیسیاؤں کو تقسیم کرتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس پر زیادہ کھلے دل سے، زیادہ معروضی طور پر اور زیادہ پرامن طریقے سے بحث کی جائے۔

اس چھوٹی سی کتاب میں میں دوسرے نقطۂ نظر کی حمایت اور وضاحت کرتا ہوں۔ پہلے نقطۂ نظر کا میں 54 سال کی عمر تک قائل رہا اور اسی کی تعلیم دیتا رہا۔ کلام مقدس کے مطالعے نے مجھے دوسرے نقطۂ نظر کی طرف آنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بارے میں میں نے ایک مفصل کتاب لکھی ہے۔ بہت سی بہنوں کے لیے یہ کتاب ایک ایسی رہائی تھی جس کی وہ مدت سے، جانتے بوجھتے یا انجانے میں، آرزو رکھتی تھیں – ایک جذباتی بوجھ کا اتر جانا۔ بعض جوابات نے مجھے خوشی سے، لیکن غم سے بھی، رلا دیا۔ اس موضوع پر اب بھی بہت کچھ ٹھیک نہیں۔ اس کے ذمہ دار وہ بھائی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ وہ بائبل کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اپنی اسی سمجھ کی بنا پر وہ عبادتوں میں عورتوں کو بولنے، تعلیم دینے اور قیادت کی ذمہ داریوں سے منع کرتے ہیں۔ بہت سی بہنیں اسے نہ سمجھ پاتی ہیں نہ اس کی وجہ جان پاتی ہیں۔ بہت سی اس سے دکھ اٹھاتی ہیں، لیکن اس پر خاموش رہتی ہیں۔

اب تک میری کتاب کافی حد تک پھیل چکی ہے، لیکن بھائی اسے پڑھنے سے انکار کرتے ہیں۔ ان کے بقول یہ بہت پیچیدہ ہے، بہت لمبی، بہت یک طرفہ، بہت متعصب، بہت فیمنسٹ۔ اس لیے ایک بار پھر یہ مختصر اور سادہ انداز میں لکھی گئی کتاب۔ مزید اور تفصیلی مواد کے لیے میں اپنی ویب سائٹ کا حوالہ دیتا ہوں (جرمن زبان میں): **www.hans-joerg-ronsdorf.de**۔

اگرچہ میں خدا کے سامنے قائل ہوں کہ میں صحیح کام کر رہا ہوں، پھر بھی مجھ سے غلطی ہو سکتی ہے۔ لیکن میں مسیح اور اس کے کلام کا پابند ہوں۔ میں بھی اپنے ضمیر کا پابند ہوں۔

بات کسی محض الٰہیاتی یا نظری تنازع کی نہیں، بات مسیح کے آدھے بدن کی ہے، انسانوں اور ان کی زندگیوں کی!

Hans-Jörg Ronsdorf، Sulzberg، نومبر 2026

مرد اور عورت کے بارے میں درجہ وار نظریہ: تابع داری، اختیار، سر: درجہ بندی پر مبنی	درجہ بندی کے بغیر ایک دوسرے کی تکمیل: گلتیوں 3:28 – سب مسیح یسوع میں ایک! – نعمتوں پر مبنی
تخلیق کی ترتیب میں درجہ بندی، مرد عورت سے اوپر ہے، برابر قدر و قیمت والے، لیکن برابر کے حقوق والے نہیں۔	ہم پلہ پیدا کیے گئے، دونوں خدا کی صورت رکھنے والے ہیں، وہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں، برابری کی سطح پر، برابر کا درجہ رکھنے والے۔
پیدائش 3:16 "وہ تجھ پر حکومت کرے گا" کو ایک ضابطہ / حکم سمجھا جاتا ہے، گناہ میں گرنے کا منفی نتیجہ نہیں۔	پیدائش 3:16 گناہ میں گرنے کے ان افسوس ناک نتائج کو بیان کرتی ہے جو خدا نہیں چاہتا تھا اور جو افسوس کہ تاریخ میں اسی طرح رونما ہوئے۔
حوا نے فریب کھایا، اس لیے عورتیں تعلیم نہیں دے سکتیں۔	آدم نے جان بوجھ کر گناہ کیا، حوا بہکائی گئی۔ تعلیم دینے کی ممانعت کا تعلق جنس سے نہیں، بلکہ اس بات سے ہے کہ تعلیم خوشخبری کے مطابق ہے یا نہیں۔
عورت کلیسیا میں خاموش رہتی ہے۔ جب تعلیم کی بات ہو تو وہ اپنے گھر میں بھی اپنے شوہر کے سامنے خاموش رہتی ہے۔	مرد اور عورتیں مل کر نبوت کرتے ہیں، جیسا کہ پنتکست کے دن ہوا۔ یوایل 2:28-29؛ اعمال 2:17
سر ہونے کا مطلب مرد کا اختیار ہے۔	سر اور بدن یگانگت اور ایک دوسرے پر انحصار پر زور دیتے ہیں۔
عورتیں مرد پر اختیار نہیں رکھ سکتیں۔	ایک دوسرے کے تابع رہنا، ملکیت اور اختیار، 1-کرنتھیوں 7:4
صرف مرد ہی قیادت کر سکتے ہیں اور کلیسیا کے بزرگ اور ڈیکن بن سکتے ہیں۔	روحانی نعمتیں جنس سے بندھی ہوئی نہیں۔
گلتیوں 3:28 "نہ کوئی مرد نہ عورت ... کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو" کا مطلب صرف نجات میں ایک روحانی برابری ہے، جو تخلیق کی ترتیب کو منسوخ نہیں کرتی۔	گلتیوں 3:28 مسیح میں نئی تخلیق کا بیان ہے، جو کلیسیا میں پہلے ہی سے موجود ہے۔ خاص طور پر وہیں تمام سماجی، معاشرتی اور صنفی فرق پوری طرح ختم ہو جاتے ہیں۔

2 ہماری بنیاد- ہم کس بات کا حوالہ دیتے ہیں؟

ہر مسیحی عمل کے لیے فیصلہ کن، بلکہ معیار، صرف بائبل ہے اور رہے گی۔ ویسی ہی جیسی وہ آج ہمارے پاس موجود ہے۔ وہ ہمارا واحد اور قابل اعتماد سرچشمہ ہے۔ ہر چیز کو اسی پر پرکھنا ہے۔ روایات کو بھی۔ چاہے وہ بہت پرانی ہوں یا نئی۔ اکثر بائبل کی سچائی - یا بہتر کہیں: جیسے ہم اسے سمجھتے ہیں - اور مسیحی روایت کو برابر سمجھا جاتا ہے۔ روایات کلام کی غلط سمجھ پر قائم ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح زمانے کے رجحان کے مطابق ڈھل جانا بھی گمراہ کن ہے۔ تب وقت کے ساتھ ایسے عقائد اور طور طریقے جمع اور پختہ ہو جاتے ہیں جو فرسودہ ہیں، کیونکہ وہ گزری ہوئی صدیوں یا محض چند دہائیوں کی ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔

وہ خوشخبری کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے، کچھ مبالغے کے ساتھ: بائبل سے ہر بات ثابت کی جا سکتی ہے۔ یہ واقعی ہمارے لیے ایک چیلنج ہے، کیونکہ یہ بات سچ ہے۔ مسیحیوں کی کتنی ہی متضاد آرا ہیں جو سب کی سب کم و بیش اچھی طرح بائبل سے ثابت کی جاتی ہیں۔ بائبل کا کوئی موضوع ایسا نہیں جس کی کم از کم دو یا زیادہ تشریحات نہ ہوں۔

کچھ قاعدے یا اصول ہیں جن کا بائبل پڑھتے وقت اور اسے اپنی ذاتی یا کلیسیائی زندگی پر لاگو کرتے وقت خیال رکھنا چاہیے۔ میں چند کا ذکر کرتا ہوں جو ہمارے موضوع کے لیے اور ہر دوسرے موضوع کے لیے اہم ہیں۔

متن کس سے بات کر رہا ہے؟ پرانے عہدنامے کی ہدایات، مثلاً کاہنوں کے لیے، آج کلیسیا کی زندگی پر لاگو نہیں رہیں گی۔ اسے "تاریخ نجات کی روشنی میں بائبل کی تفسیر" کہتے ہیں۔ اس

میں دیکھا جاتا ہے کہ کوئی بیان کس زمانے میں اور کس زمانے کے لیے لاگو ہوتا ہے۔ کیا یہ بیانات اسرائیل قوم سے مخاطب ہیں یا نئے عہدنامے کی کلیسیا سے؟

کیا کلیسیا کی زندگی کے لیے کوئی ہدایت واضح اور صاف ہے اور کیا وہ کئی بار آتی ہے؟ تب اسے ایک معیاری اور ہر زمانے کے لیے لازمی ہدایت کہا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس مشکل متون کو، خاص طور پر جب ان کا مرکزی بیان نئے عہدنامے میں صرف ایک بار آتا ہو اور جن پر بائبل کے بہت سے وفادار علمائے دین اور مفسرین متفق نہ ہوں، سب کے لیے لازمی معیار نہیں بنانا چاہیے۔

سیاق و سباق فیصلہ کن ہے۔ خاص طور پر سیاق و سباق سے کاٹے گئے بیانات ہر بات اور ہر تعلیم کی تائید کر سکتے ہیں۔ آخر ہم یہی اصول اس دوسرے ادب پر بھی لاگو کرتے ہیں جو ہم پڑھتے ہیں۔ اس میں صرف فوری سیاق و سباق ہی اہم نہیں، بلکہ آخرکار پورے کلام مقدس کا سیاق و سباق۔ سوال یہ ہے کہ کیا تفسیر بائبل کی مجموعی تصویر میں بھی ٹھیک بیٹھتی ہے۔

اسی طرح **تاریخی سیاق و سباق اور پس منظر** بھی اہم ہے، یعنی وہ زمانہ اور جگہ جس میں کوئی متن لکھا گیا۔ ایسے علم کے بغیر بھی بائبل پڑھی جا سکتی ہے۔ اس سے اس کی الٰہی تاثیر میں کوئی کمی نہیں آتی۔ لیکن تاریخی پس منظر جاننا ہمیشہ مفید ہوتا ہے۔ نئے عہدنامے کے تقریباً تمام خطوط تو کسی فوری موقع کی وجہ سے متعلقہ کلیسیا کو لکھے گئے تھے۔ ہم اس موقع کو دوبارہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کبھی کبھی یہ اہم ہوتا ہے کہ **کسی لفظ کا اصل زبان میں کیا مطلب ہے۔** کیونکہ بائبل کی عبرانی اور یونانی آج بولی نہیں جاتیں اور ہم ایک بالکل مختلف زبان بولتے ہیں۔ درست ترجمہ

اہم ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ کسی حد تک تفسیر بھی ہوتا ہے۔ اور مترجم کسی معاملے کے بارے میں جیسا سوچتا ہے، وہ اس کے ترجمے پر اثر ڈالے گا۔ اس کی کافی مثالیں موجود ہیں۔

آخر میں یہاں یہ اشارہ کہ کچھ باتیں **لفظی یا حرف بہ حرف**، لیکن کچھ **علامتی یا تمثیلی** طور پر سمجھنی پڑتی ہیں۔ یہ شاید جزوی طور پر تخلیق کے بیان پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

3 ابتدا کی طرف واپسی – خدا کیا چاہتا تھا

اگر کوئی مرد ہونے اور عورت ہونے کو اور ان کے باہمی تعلق کو سمجھنا چاہے تو ہم کہاں سے شروع کریں؟ ظاہر ہے: ہم تخلیق کی تاریخ کی طرف جاتے ہیں۔ وہ ہمیں سب سے اہم مواد مہیا کرتی ہے۔ نئے عہدنامے میں پولس ہے جو کئی بار اس ابتدا کا حوالہ دیتا ہے، جب وہ کرنتھس اور افسس کی پریشان کن خرابیوں پر تنقید اور ان کی اصلاح کرتا ہے۔ وہ تخلیق کے بیان کو کبھی عمومی طور پر، لیکن خاص طور پر بھی لاگو کرتا ہے۔ **تخلیق کے اس بیان کی تشریح صرف پولس کے الفاظ کے ذریعے کرنا کافی نہیں۔** پہلے ہمیں بھی باغ عدن میں جانا ہے اور دیکھنا ہے کہ وہاں کیا اور کیسے ہوا۔ بعد میں ہم پولس کی طرف واپس آئیں گے۔

آئیے، ہم انسانی تاریخ کی ابتدا کی طرف چلیں۔ میں متن ایلبرفیلڈر بائبل (Elberfelder، جرمن ترجمۂ بائبل) سے پیش کرتا ہوں:

> پیدائش 1:26-28 (جرمن ایلبرفیلڈر بائبل سے ترجمہ) اور خدا نے کہا: ہم انسان کو اپنی صورت پر، اپنی شبیہ کی مانند بنائیں؛ اور وہ سمندر کی مچھلیوں پر اور آسمان کے پرندوں پر اور چوپایوں پر اور تمام زمین پر اور سب رینگنے والے جانداروں پر جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں، حکومت کریں! اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا، خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا؛ مرد اور عورت ان کو پیدا کیا۔ اور خدا نے ان کو برکت دی، اور خدا نے ان سے کہا: پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور کرو اور اسے محکوم کرو؛ اور سمندر کی مچھلیوں پر اور آسمان کے پرندوں پر اور سب جانوروں پر جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں، حکومت کرو!

تخلیق کے چھٹے دن، جب پہلے جانور پیدا کیے جا چکے، انسان منظر پر آتا ہے۔ انسان، مرد اور عورت کے طور پر۔ ایک ہی سانس میں دونوں جنسوں کا ذکر ہوتا ہے۔ دونوں، ہر ایک الگ

الگ بھی اور مل کر بھی، خدا کی صورت رکھنے والے ہیں۔ بغیر کسی فرق کے۔ بغیر کسی درجے کے۔ بغیر درجہ بندی کے۔ دونوں کو مل کر تخلیق پر حکومت کرنی ہے۔ اس کا مطلب ہے، اس کی فکر کے ساتھ نگرانی اور حفاظت کرنا۔ اس کے لیے دونوں جنسوں کی ضرورت ہے۔

چھٹے دن دنیا ابھی ٹھیک ہے اور ویسی ہی ہے جیسی اسے ہونا چاہیے۔

ایک دوسرا بیان ہے جو اب انسان کی تخلیق کے واقعے پر زوم کر کے اسے قریب سے دکھاتا ہے۔ پرانے عہدنامے کے، یعنی عبرانی بائبل کے، یہ قدیم متون واقعی پراسرار ہیں، اور آج ہمارے لیے شاید سمجھنے میں پوری طرح آسان نہیں۔ یہاں بھی سوال اٹھتا ہے کہ کیا لفظی معنی میں ہے اور کیا علامتی معنی میں۔ ہم آج کے انسانوں کے لیے کچھ سوال کھلے رہ جاتے ہیں۔ ہم غالباً یہ بیان کسی اور طرح یا زیادہ تفصیل سے لکھتے۔ خیر، ہمیں اسی پر قناعت کرنی ہے جو ہمارے پاس ہے۔ بنیادی طور پر سب کچھ ہمارے لیے قابل فہم اور مربوط بھی ہے اور گہرا بھی۔ صرف خدا ہی ہم پر یہ واقعات ظاہر کر سکتا ہے۔ اگرچہ دو انسان وہاں موجود تھے، انہوں نے نہیں بلکہ موسیٰ نے بعد میں اسے لکھا۔

مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہے کہ آدم پہلے پیدا کیا گیا:

> پیدائش 2:18-20 (جرمن ایلبرفیلڈر بائبل سے ترجمہ) اور خداوند خدا نے کہا: اچھا نہیں کہ انسان اکیلا رہے؛ میں اس کے لیے ایسا مددگار بناؤں گا جو اس کی مانند ہو۔ اور خداوند خدا نے مٹی سے تمام دشتی جانور اور آسمان کے تمام پرندے بنائے، اور ان کو انسان کے پاس لایا تاکہ دیکھے کہ وہ ان کے کیا نام رکھتا ہے؛ اور انسان جس جاندار کو جو نام دیتا، وہی اس کا نام ٹھہرتا۔ اور انسان نے سب چوپایوں اور آسمان کے پرندوں اور سب دشتی جانوروں کے نام رکھے۔ لیکن آدم کے لیے کوئی مددگار نہ ملا جو اس کی مانند ہو۔

آدم اکیلا ہے۔ خالق واضح کرتا ہے کہ کوئی بھی جانور اس کی مانند نہیں۔ اس لمحے آدم کو کسی کام آنے والے جانور کی ضرورت نہیں، نہ ہی وفادار دوست کے طور پر کسی کتے کی۔ نہیں، اسے کسی ایسے کی ضرورت ہے جو اس کی مانند ہو۔ ایک ذہنی اور دلی دوست۔ ایک برابر کا ساتھی۔ کیا خدا تنہائی کو، اکیلے پن کو ختم کرنے کے لیے ایک دوسرا آدم پیدا نہیں کر سکتا تھا؟ مگر اسے دوسرے آدم کی کمی نہیں۔ اسے ایک مددگار کی کمی ہے۔ ایک ایسی جو اس کی مانند ہو۔ یعنی ایک انسان۔ برابر کی قوت رکھنے والا۔ کسی نوکر یا معاون کی کمی نہیں۔ وہ بھی مدد کر سکتا تھا۔ لیکن وہ اس کی مانند نہ ہوتا۔ وہ اس کے ماتحت ہوتا۔ بات ایک برابر کا ساتھی ڈھونڈنے کی ہے، اپنے جیسا ایک انسان۔ برابر کی مضبوط شخصیت۔ جس کے ساتھ وہ ایک ہو سکے۔ ایک جوڑ، اس کے وجود کے ہر پہلو کی تکمیل۔

آدم اس لیے پہلے پیدا نہیں کیا گیا کہ اسے سربراہ بننا تھا۔ نہیں، وہ اس لیے پہلے پیدا کیا گیا کہ تنہائی کا تجربہ کرے اور اسے محسوس کرے۔ یہ اس مددگار سے ملاقات اور اس کے ساتھ زندگی کے لیے اس کی تیاری ہے جو اس کی مانند ہے۔

عورت کی تخلیق کو بیان کرنے والا مندرجہ ذیل متن پراسرار ہے، لیکن بہت کچھ کہنے والا بھی:

> پیدائش 2:21-22 (جرمن ایلبرفیلڈر بائبل سے ترجمہ) اور خداوند خدا نے انسان پر گہری نیند بھیجی، اور وہ سو گیا۔ اور اس نے اس کی پسلیوں میں سے ایک کو نکال لیا اور اس کی جگہ گوشت سے بند کر دی؛ اور خداوند خدا نے اس پسلی سے، جو اس نے انسان میں سے نکالی تھی، ایک عورت بنائی اور اسے انسان کے پاس لایا۔

سوئے ہوئے آدم کے پہلو سے خدا پہلی عورت کو بناتا ہے۔ ترجمے کے بارے میں ایک اشارہ: آدم موت کی نیند نہیں سویا، ورنہ وہ مر جاتا۔ اور یہاں پسلی نہیں بلکہ اس کے جسم کا پہلو مراد ہے۔

ہم ان چند لفظوں سے کیا سیکھتے ہیں؟ عورت مرد میں سے نکالی گئی ہے، مٹی سے نہیں بنائی گئی۔ تاکہ وہ اس کی مانند ہو سکے۔ وہ اس کے پہلو سے نکالی گئی ہے، تاکہ پھر عورت کے طور پر – علامتی طور پر کہیں تو – اس پہلو کو پھر سے بند کرے۔ وہ اس کے پہلو سے نکالی گئی ہے تاکہ اس کے پہلو میں رہے۔ نہ اس کے نیچے، نہ اس کے اوپر۔ ایک تکمیل کے طور پر جو آدم کو مکمل کرتی ہے اور یقیناً، زندگی کے تجربے سے کہا جائے تو، خود اسے بھی مکمل کرتی ہے۔ ایک ہم پلہ مددگار وجود میں آ رہی ہے۔ یہ دل کا معاملہ بنتا ہے، محبت کا رشتہ – وہ اس کے پہلو سے پیدا ہوئی تھی۔

آدم اور حوا ایک ہی وقت میں پیدا نہیں کیے گئے، کیونکہ تب ایک دوسرے پر انحصار کو، ایک ہونے اور ایک تن ہو جانے کو یہ معنی اور یہ گہرائی حاصل نہ ہو سکتی۔

کاش میں ان لمحوں میں وہاں موجود ہوتا جب خدا عورت کو مرد کے پاس لاتا ہے، جیسے دلہن کو دولہا کے پاس:

> پیدائش 2:23-25 (جرمن ایلبرفیلڈر بائبل سے ترجمہ) اور انسان نے کہا: یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے؛ یہ ناری کہلائے گی، کیونکہ یہ نر سے لی گئی ہے۔ اس واسطے مرد اپنے باپ اور اپنی ماں کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے ملا رہے گا، اور وہ ایک تن ہوں گے۔ اور وہ دونوں ننگے تھے، انسان اور اس کی بیوی، اور شرماتے نہ تھے۔

آدم اس ہستی کو دیکھ کر مبہوت ہے۔ وہ پکار اٹھتا ہے: آخرکار کوئی میرے جیسی! وہ اس کے برابر ہے، لیکن اس کا نسوانی روپ، ناری۔ وہ اتنا فریفتہ ہے کہ آئندہ مرد اپنا گھر چھوڑیں گے تاکہ اپنی بیوی سے ملے رہیں۔ اس کے برعکس نہیں۔ یہاں مرد عورتوں کے پاس آتے ہیں۔ ایک تن ہونے کے لیے۔ روح، جان اور بدن میں ایک خاص یگانگت بننے کے لیے۔

دلوں کی رفاقت۔ شادی کے عہد میں شادی کی رفاقت۔ بہترین دوست اور سہیلی کے طور پر۔ ایک برابر قدر و قیمت والی شراکت میں۔ ایک ہونے کی ایسی رفاقت صرف دو برابر قدر و قیمت والی اور برابر درجے کی ہستیوں سے ہی وجود میں آسکتی ہے۔

آدم یہ پہلی نظر میں پہچان لیتا ہے۔ جو اس کے سامنے کھڑی ہے، وہ برابری کی سطح پر اس سے ملتی ہے۔ شاید قد کے لحاظ سے نہیں، لیکن ایک شخصیت کے طور پر اپنے وجود کے لحاظ سے ضرور۔ وہ دوسرے کو جان کر ہی خود کو صحیح طور پر پہچانتے ہیں۔

دونوں گناہ میں گرنے سے پہلے ایک بےداغ حالت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ ان کا شرم کے بغیر ننگا ہونا وہ ہے جو آج اس طرح موجود نہیں۔ یہ وقت کتنی دیر رہا اور کتنی دیر اس سے لطف اٹھایا جا سکا، ہم نہیں جانتے۔ میرا قیاس ہے کہ یہ کافی لمبا عرصہ تھا۔

4 تخلیق کی ترتیب - اگر ہے تو کون سی؟

اب وقت ہے کہ تخلیق کی ترتیب کی اصطلاح کو قریب سے دیکھا جائے۔ اور وہ بھی ٹھیک اسی جگہ: فردوس میں۔ وہاں، جہاں ابھی گناہ نہیں ہوا اور جہاں مرد اور عورت کے بارے میں خدا کا منصوبہ اور ارادہ ابھی پہچانا جا سکتا ہے۔

بہت سی بہنیں اور بھائی یہ اصطلاح اس طرح استعمال کرتے ہیں جیسے یہ کہتی ہو: آدم پہلے پیدا کیا گیا اور اس لیے قیادت کا کردار اسی کا ہے۔ زیادہ ذمہ داری کے ساتھ۔ حوا اس کے لیے مددگار کے طور پر پیدا کی گئی، تاکہ اس کے لیے موجود رہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ عورت مرد کے تابع رہے۔ ہر بات میں - جیسا کہ نیا عہدنامہ بھی سات بار کہتا ہے۔ ان کے مطابق آدم حوا پر سر ہے۔

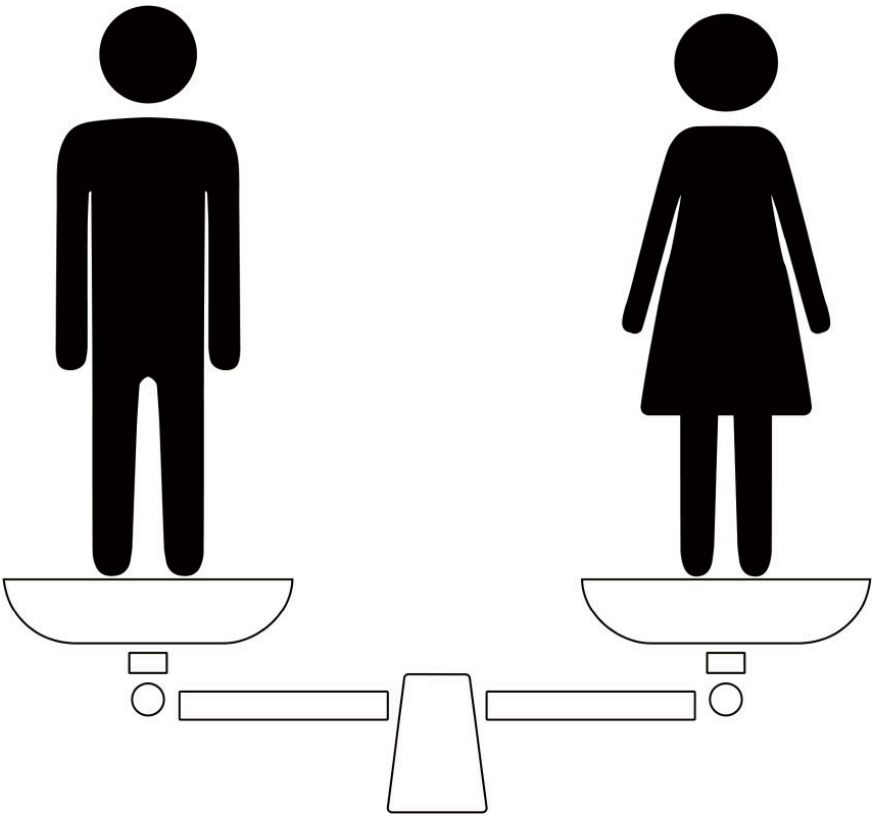
یہ نظریہ بہت عام ہے۔ تخلیق کے واقعے کی یہ تشریح نئے عہدنامے کے چند ایک بیانات سے پیدا ہوئی ہے، جنہیں ہم آگے دیکھیں گے۔

ہر پڑھنے والی اور پڑھنے والے کو یہ سوال خود اپنے لیے جواب دینا چاہیے: **اگر آپ صرف پیدائش 1 اور 2 کے متن کو دیکھیں، تو کیا آپ کو وہاں آدم کا خدا کی طرف سے چاہا ہوا قیادت کا کردار ملتا ہے؟ یا حوا کی تابع داری؟**

ان متون میں نہ کوئی درجہ بندی ہے، نہ تابع داری، نہ قیادت اور اختیار۔ بات بالکل اس کے برعکس ہے، جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا۔ مجھے پہچاننا پڑا کہ عورت کی تابع داری تخلیق کی ترتیب کے طور پر موجود ہی نہیں۔ یعنی کوئی خدا کی طرف سے چاہی ہوئی درجہ وار تقسیم یا مقام یا کردار نہیں۔ **یہ اس متن میں زبردستی پڑھی جاتی ہے۔**

ٹھیک اسی لیے میں تخلیق کی ترتیب کا حامی ہوں۔ یعنی اس ترتیب کا جو گناہ میں گرنے سے پہلے تھی۔ اس کے بعد تخلیق کی ترتیب کی کوئی بات ہی نہیں رہتی۔ گناہ میں گرنے کے دن سے یہ **تخلیق کی بے ترتیبی ہے۔ اس بے ترتیبی** کی ہمیں پیروی نہیں کرنی، بلکہ خوشخبری کی روشنی اور قدرت میں اس کا مقابلہ کرنا ہے۔

ویسے "تخلیق کی ترتیب" کی اصطلاح کم سے کم، اگر استعمال کرنی ہی ہو، استعمال کرنی چاہیے۔ یہ اصطلاح کسی ایسی چیز کو قید کر کے پکا کر دینا چاہتی ہے جو آخرکار ہماری اپنی تشریح ہے۔



5 جو ہونے والا تھا – مگر خدا نے کبھی نہیں چاہا

اب ہم نام نہاد گناہ میں گرنے کے بیان پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ سانپ حوا کو بہکاتا ہے کہ وہ پھل لے، جو وہ پھر آدم کو بھی دیتی ہے، اور وہ بھی اس میں سے کھاتا ہے۔ پہلے ہی بتا دوں: ان المناک کاموں سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ عورت زیادہ آسانی سے بہک جاتی ہے، اور اس نے یہاں اپنی مرضی سے پہل کی اور اپنے شوہر کی پیروی نہیں کی۔ اسی طرح اور اس سے ملتے جلتے انداز میں یہودیوں نے، کلیسیائی آبا نے بھی، اور آج تک اس کی تشریح کی گئی اور اسے عورت پر بحیثیت عورت لاگو کیا گیا۔

اگرچہ مجھے سب سے بڑھ کر گناہ میں گرنے کے براہ راست نتائج سے غرض ہے، میں پورا متن پیش کرتا ہوں جو ایک ایک قدم کا بیان کرتا ہے:

> پیدائش 3:4-6 (جرمن ایلبرفیلڈر بائبل سے ترجمہ) اور سانپ نے عورت سے کہا: تم ہرگز نہ مرو گے، بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے، تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند ہو جاؤ گے، نیک و بد کو جاننے والے۔ اور عورت نے دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لیے اچھا ہے اور آنکھوں کو خوش نما ہے اور وہ درخت عقل بخشنے کے لیے پسندیدہ ہے؛ اور اس نے اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا، اور اپنے شوہر کو بھی دیا جو اس کے ساتھ تھا، اور اس نے کھایا۔

آدم کو اس درخت سے کھانے کی ممانعت حوا کے آنے سے پہلے براہ راست خدا سے ملی تھی (2:17)۔ اس لیے حوا نے غالباً یہ صرف آدم ہی سے سنی ہوگی۔ اب بولنے والا سانپ اسے بہکانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے آدم کی موجودگی میں، جسے کم از کم اب تو مداخلت کرنی چاہیے تھی۔ جیسے حوا کمزور پڑتی ہے اور آزمائش اور بہکاوے کا شکار ہو جاتی ہے، ویسا

ہی کمزور آدم ہے، جو بغیر مزاحمت اور بغیر ایک لفظ کہے حوا سے ممنوعہ پھل لے لیتا ہے۔ دونوں غلط رویہ اختیار کرتے ہیں، دونوں ایک تباہ کن غلطی کرتے ہیں اور گناہ کرتے ہیں۔ جہاں حوا بہکائی جاتی ہے، وہاں آدم بغیر بہکاوے یا فریب کے جان بوجھ کر خدا کی ممانعت کے خلاف گناہ کرتا ہے۔

پھر خدا انسانی جوڑے اور سانپ سے ملتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ کیا ہوا ہے۔ خدا ہر ایک سے ذاتی طور پر اس بارے میں پوچھتا ہے جو ہوا۔ بہت کچھ کہنے والے جواب ملتے ہیں۔ اب خدا اس ترتیب سے متعلقہ افراد سے بات کرتا ہے:

آدم – حوا – سانپ – حوا – آدم۔

پیدائش 3:13-15 (جرمن ایلبرفیلڈر بائبل سے ترجمہ) اور انسان نے کہا: جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا، اس نے مجھے اس درخت سے دیا، اور میں نے کھایا۔ اور خداوند خدا نے عورت سے کہا: تو نے یہ کیا کیا! اور عورت نے کہا: سانپ نے مجھے دھوکا دیا، اور میں نے کھایا۔ اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا: چونکہ تو نے یہ کیا، تو سب چوپایوں اور سب دشتی جانوروں میں لعنتی ہو! تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور اپنی عمر بھر خاک کھائے گا۔ اور میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور اس کی نسل کے درمیان عداوت ڈالوں گا؛ وہ تیرے سر کو کچلے گا، اور تو اس کی ایڑی کو کچلے گا۔

آدم کو اپنے قصور کا احساس ہے۔ شاید پوری طرح نہیں، کیونکہ وہ فوراً اسے حوا پر ڈال دیتا ہے۔ اپنی بیوی کو اس طرح ذمہ دار ٹھہرانا تاکہ خود بچ نکلے، قابل افسوس اور بزدلانہ ہے۔[1] اور خدا پر بھی بالواسطہ الزام لگایا جاتا ہے، جس نے اسے وہ عورت بخشی تھی جس پر وہ کتنا

1. لگتا ہے کہ آدم حوا کو اپنا ماتحت نہیں سمجھتا تھا، کیونکہ کسی ماتحت سے وہ غالباً یوں آسانی سے مات نہ کھاتا۔

خوش تھا۔ آدم نے، نہ کہ حوا نے، یہ حکم خود براہ راست سنا تھا اور اسے حوا سے پورے زور کے ساتھ "نہیں" کہنا چاہیے تھا۔

حوا اپنی غلطی مان لیتی ہے۔ وہ نہ آدم پر الزام لگاتی ہے، جس نے اسے روکا نہیں، نہ خدا پر، بلکہ سانپ پر۔ وہ خود کو اس سے الگ کر لیتی ہے۔ اس تباہ کن صورت حال میں یہی ایک صحیح بات تھی۔ اب وہ ہوش میں آچکی تھی اور اس دشمن کے خلاف کھڑی ہو جاتی ہے۔ آدم کے برعکس، جو اس گفتگو میں اپنی بیوی کے ساتھ کھڑا نہیں ہوتا۔

اس فریب کی وجہ سے سانپ ہمیشہ کے لیے لعنتی ہوگا اور زمین پر پست کر دیا جائے گا۔ حوا برائی کے ذمہ دار کا صاف نام لیتی ہے، اور ایک شاندار وعدہ دیا جاتا ہے، جس کی وسعت اس وقت ابھی پہچانی نہیں جا سکتی۔ اس کی نسل، آپ صحیح پڑھ رہے ہیں، عورت کی نسل، کسی مرد کی نہیں، سانپ کے سر کو کچلے گی۔

اب حوا کے لیے اور پھر آدم کے لیے بھی نتائج بیان کیے جاتے ہیں۔ میں زیورخ بائبل (Zürcher Bibel، جرمن ترجمۂ بائبل) سے اقتباس دیتا ہوں، جو یہاں ایلبرفیلڈر بائبل سے زیادہ واضح ہے:

> پیدائش 3:16 عورت سے اس نے کہا: میں تجھے بہت تکلیف دوں گا اور تیرے حمل بہت زیادہ کروں گا، تو درد کے ساتھ بچے جنے گی۔
>
> تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔

جہاں سانپ پر لعنت کی جاتی ہے، وہاں **خطا کے باوجود عورت پر کوئی لعنت نہیں پڑتی۔** مفہوم کے لحاظ سے سزا کے یہ کلمات یہ معنی رکھتے ہیں:

> میں یقیناً بڑھاؤں گا (1) کھیت میں تیری مشقت بھری محنت کو اور (2) تیرے حمل کو۔

زحمت کے ساتھ تو بچے جنے گی۔

تیری [محبت بھری] رغبت تیرے شوہر کی طرف [ہوگی]۔ لیکن وہ [خود اپنے اوپر باغیانہ حکومت کرتا ہے اور] تجھ پر حکومت کرنا چاہے گا۔

تکلیف اور مشقت کھیتی باڑی کا کام ہیں۔ وہاں حوا لعنتی زمین کی وجہ سے آدم کے ساتھ مل کر دکھ اٹھاتی ہے۔ لعنت ان دونوں میں سے کسی ایک پر یا دونوں پر اکٹھی نہیں پڑتی، بلکہ زمین پر۔ اس سے دونوں دکھ اٹھائیں گے۔

لیکن امید ہے۔ کیونکہ خدا حوا کے حمل بڑھائے گا۔ اس لیے یقیناً وہ نسل آئے گی جو سانپ کو ہلاک کرے گی۔ شروع ہی میں فضل چمک اٹھتا ہے، اور یہ عورت ہے جو بہکائے جانے کے باوجود مرکز میں ہے اور جسے امید دلائی جاتی ہے۔ آدم نہیں۔

خدا عورت کی جسمانی ساخت نہیں بدلتا کہ سزا کے طور پر اسے زچگی کے وقت اور زیادہ درد ہو۔ ابھی تک اس کا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ مشقت کا تعلق زچگی کے درد سے نہیں بلکہ کھیتی باڑی سے ہے۔

اب ہم اس حصے کی طرف آتے ہیں جس میں اس کے شوہر کے ساتھ اس کے تعلق کی بات ہے۔ یہ کوئی وعدہ نہیں بلکہ ایک المناک کلمہ ہے۔ یہ بے شمار عورتوں کے لیے دکھ اور ظلم و جبر کی ایک ایسی تاریخ کا آغاز کرتا ہے جس پر مردوں کو شرمندہ ہونا چاہیے۔ **یہ خدا کی مرضی نہیں کہ مرد عورت پر حکومت کرے، یہ مرد کی گناہ آلود اور گری ہوئی مرضی ہے۔ اس کلمے کا یہی اصل مطلب ہے۔** یہ کسی ایسی تخلیق کی ترتیب کو بیان نہیں کرتا جس کی پابندی کرنی ہو۔ یہ ایک بے ترتیبی کو بیان کرتا ہے۔ کیونکہ پیدائش 1 اور 2 کی اچھی ترتیب یہاں اپنی جگہ سے ہل کر ٹوٹ چکی ہے۔

جو کوئی بائبل کے اس کلمے کو عورت کی تابع داری کی دلیل بناتا ہے، وہ سانپ کی طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔ سانپ کو پہلے سے بتا دیا گیا تھا کہ حوا اور سانپ کے درمیان عداوت ہوگی۔ سانپ حملہ آور تھا، جس نے مرد کی حکومت کو استعمال کیا اور آج بھی کرتا ہے، تاکہ جہاں اور جیسے بھی ممکن ہو، عورت کے ساتھ امتیازی سلوک کرے۔ کیونکہ عورت ہی سے تو سانپ پر غالب آنے والے کو آنا تھا۔ اس لیے عورت پر حملہ کرنا اور اسے کمزور کرنا ضروری تھا۔

مرد اور عورت کو مل کر حکومت کرنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ لیکن مرد حکومت پر قبضہ کر لے گا اور عورت کو کمزور صنف سمجھ کر زبردستی محکوم بنائے گا اور اپنی خدمت میں لگائے گا۔ پدرسری نظام کی اصطلاح عام طور پر اچھی طرح بیان کرتی ہے کہ عدن سے باہر عورت کی افسوس ناک قسمت کیا رہی۔ چند استثناؤں کو چھوڑ کر۔

باہمی سہارے اور قوت کا، برابری کا، برابر کے لوگوں میں قدر شناسی کا اور برابر کے ساتھی کو سب سے قریبی رفیق ماننے کا ابتدائی رشتہ ایک بھیانک طور پر بے ترتیب، جذباتی طور پر غیر مساوی، طاقت پر مبنی، اکثر محبت سے خالی رشتہ بن گیا ہے۔ عورت اپنے شوہر کی اور اس کی چاہت، اس کے اعتماد اور اس کی حفاظت کی آرزو رکھے گی، لیکن وہ اس پر غلبہ رکھے گا۔ یہ ایک خوفناک ٹوٹ پھوٹ اور الٹ پھیر ہے۔

صنفوں کی یہ کشمکش آگے چل کر تمام قوموں کی ثقافتوں کی ہر سطح پر ظاہر ہوگی۔ یہ صرف اسی وقت شفا پا سکتی ہے جب اس کا سبب بننے والی برائی کو جڑ سے پکڑا جائے۔

آخر میں آدم کے لیے سزا کے کلمات پر ایک نظر، جو واقعی تاریک ہیں، اور آخرکار عورت پر بھی لاگو ہوتے ہیں، جو اس کے ساتھ اپنی زندگی اور اپنی بقا کی جدوجہد میں شریک ہے:

پیدائش 3:17-19 (جرمن ایلبرفیلڈر بائبل سے ترجمہ) اور آدم سے اس نے کہا: چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات سنی اور اس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا

اور کہا تھا: اسے نہ کھانا ! – اس لیے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہو: مشقت کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس سے کھائے گا؛ اور وہ تیرے لیے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگائے گی، اور تو کھیت کی سبزی کھائے گا۔

تو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا، جب تک کہ تو زمین میں پھر لوٹ نہ جائے، کیونکہ تو اسی سے نکالا گیا ہے۔ کیونکہ تو خاک ہے، اور خاک ہی میں پھر لوٹ جائے گا !

زمین حوا کی وجہ سے نہیں بلکہ آدم کی وجہ سے لعنتی ہوئی۔ اس کا گناہ بڑا معلوم ہوتا ہے۔ حوا تو زیادہ تر ایک شکار تھی اور آدم ایک مجرم۔ عورت کی نسل، یعنی اس عورت کی اولاد جو آدم کو مددگار کے طور پر دی گئی تھی، آگے کے مستقبل میں بھی آدم کے لیے مددگار ہوگی: اس کی نسل (یسوع مسیح) آدم کو مردوں میں سے جی اٹھنے کے وقت خاک سے کھینچ کر زندگی میں لے آئے گی۔ ایک دن ہم آدم سے بھی بات کر سکیں گے، اگر وہ تب اس بارے میں بات کرنا بھی چاہے۔

گناہ میں گرنے کے بیان میں، نہ کہ تخلیق کے بیانات میں، ایک صنف کی دوسری پر برتری کا پہلی بار ذکر آتا ہے۔ اور یہاں بات کسی فطری برتری کی نہیں، بلکہ ایسی برتری کی ہے جو طاقت، زور اور تشدد سے، ناحق، خدا کی تخلیق کی ترتیب کے خلاف استعمال کی جاتی ہے۔ خالق کے حوا سے کہے گئے الفاظ: "تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہو گی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا" (پیدائش 3:16)، اس بات کا مطلب ہیں کہ ہماری گناہ آلود انسانی حالت میں مرد عورت کی اپنی طرف فطری رغبت کو استعمال کرتا ہے تاکہ اس پر حکومت کرے اور اسے زبردستی محکوم بنائے۔ عورت کی محکومی واقعی مرد کی گری ہوئی فطرت کی ایک علامت ہے۔ اگر مسیح کی زندگی اور کام کا مطلب گناہ میں گرنے کے نتائج پر غلبہ ہے، تو اس ٹوٹے

ہوئے رشتے پر اور عورت کی محکومی اور استحصال پر اس کا اثر ظاہر ہے: وہ اسے آزاد کرے گا اور باہر نکال لائے گا۔ اور ایسا ہی ہونا تھا۔

مرد اور عورت کے لیے بائبل کے مطابق تخلیق کی ترتیب
شروع میں:
تخلیق کی
اچھی ترتیب
پیدائش 1-2
برابر قدر و قیمت والے،
ایک دوسرے کی
تکمیل کرنے والے،
درجہ بندی کے بغیر
گناہ میں گرنے
کے بعد (پیدائش 3):
تخلیق کی بے ترتیبی
خدا کے ساتھ اور
آپس میں ہم آہنگی،
گناہ سے آلودہ
اور برباد
بت پرستی،
پدرسری نظام،
زبردستی محکومی،
غلامی،
استحصال وغیرہ
یسوع کی موت اور
جی اٹھنے کے ذریعے
ایک نئی تخلیق
شروع ہوتی ہے
خوشخبری انسانوں کو
بدل دیتی ہے؛ کلیسیا میں
گناہ کے وہ نتائج
مٹ جاتے ہیں جن سے
ہمیں لڑنا ہے۔
یسوع گناہ پر
غالب آتا ہے۔
بحالی
شروع ہوتی ہے۔
نیا آسمان
نئی زمین
عدن سے بہتر
مکاشفہ 21 اور 22
خدا کے ساتھ
اور آپس میں
ہم آہنگی
مسیح میں، نئی
تخلیق میں، صنف کا
اب کوئی کردار
نہیں۔
Hans-Jörg Ronsdorf 10.4.2021

6 یسوع، جو مسیح ہے، اور خواتین

گناہ میں گرنے کے نتائج پر غلبہ خداوند یسوع مسیح کے مخلصی کے کام سے ہی شروع نہیں ہوتا۔ جس طرح وہ 2000 سال پہلے ایک یہودی اور یونانی رومی ماحول میں عورتوں کے ساتھ برتاؤ کرتا اور ان سے ملتا ہے، وہ واقعی عورتوں کے لیے ایک نئے دور کا آغاز ہے۔ ایسا مرد پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ کسی کو یہ تاثر مل سکتا ہے جیسے خدا ایک مرد کی صورت میں جسم میں آیا تاکہ مردوں کو دکھائے کہ عورتوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔

وہ ایسا نبی تھا جو بغیر نکتہ چینی کے ملامت کرتا اور بغیر برتری جتائے تعریف کرتا تھا۔ وہ ان کے سوالوں، ضرورتوں اور دلیلوں کو سنجیدگی سے لیتا تھا۔ وہ بالکل بے تکلفی سے ان کے ساتھ پیش آتا اور کبھی ان کے عورت ہونے کا مذاق نہیں اڑاتا تھا۔ اس زمانے کی ثقافت کے رواج سے بالکل مختلف، جہاں لوگ خدا کا شکر ادا کرتے تھے کہ وہ عورت پیدا نہیں ہوئے۔ جب عورت ایک ملکیت تھی، جس سے معمولی باتوں پر طلاق نامہ دے کر چھٹکارا پایا جا سکتا تھا۔ عورتوں کو بھی بچوں کی طرح سخت حالات کا سامنا تھا، جن کا ہم اپنی مغربی دنیا میں عورتوں کی آزادی اور برابر حقوق کے زمانے میں تصور بھی نہیں کر سکتے۔ مسیح نے حوا کی بیٹیوں کو اپنایا۔ **اس کے ہاں عورت کی کسی درجہ وار تابع داری کا کوئی اشارہ نہیں ملتا، نہ ہی کلیسیا میں، شادی میں یا معاشرے میں بولنے، قیادت کرنے یا تعلیم دینے کی کسی ممانعت کا۔**

ایک عورت نے زندگی کے کلام کو دنیا میں جنم دیا۔ بہت سی عورتیں بارہ شاگردوں کی طرح اس کے پیچھے چلیں اور اس کی خدمت کرتی رہیں۔ وہ صلیب کی طرف اس کے سب سے کٹھن راستے پر اس کے پیچھے گئیں۔ وہ صلیب کے پاس تھیں، جب شاگرد کب کے بھاگ چکے

تھے۔ جی اٹھا خداوند سب سے پہلے ایک عورت پر ظاہر ہوتا ہے۔ خالی قبر کے پاس عورتیں اس کے مردوں میں سے جی اٹھنے کی گواہ بنتی ہیں۔ ان ثقافتوں میں عورتوں کو قانونی معنی میں گواہ بننے کے لائق نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یسوع اس امتیاز کو سیدھے سیدھے ختم کر دیتا ہے۔

جگہ کی کمی کی وجہ سے ہم ان بہت سی عورتوں میں سے، جن سے یسوع ملا، صرف تین کو دیکھتے ہیں، تاکہ اوپر کہی گئی بات کو یسوع کی زندگی میں دوبارہ پائیں۔

6.1 یعقوب کے کنوئیں پر سامری عورت

یوحنا 4 پڑھیے اور اس کہانی میں ڈوب جائیے۔ دوپہر کی گرمی میں، جب کوئی پانی بھرنے نہیں آتا، صرف تب ہی وہ کنوئیں پر جانے کی ہمت کرتی ہے۔ اور وہاں یسوع اس عورت کا انتظار کر رہا ہے۔ اس سے ملنے کے لیے اس نے ایک بڑا چکر کاٹا ہے۔ پانچ مردوں نے اسے چھوڑ دیا تھا، ایک سے دوسرے کے حوالے کی گئی اور استعمال کر کے پھینک دی گئی۔ زندہ رہنے کے لیے اسے ایک چھٹے مرد کا سہارا لینا پڑا اور اپنی برباد ساکھ کے ساتھ جینا پڑا۔ اس زمانے میں کوئی مرد کسی عورت سے سرعام بات نہیں کرتا تھا، اور کوئی یہودی کسی سامری عورت سے تو بالکل ہی نہیں۔ لیکن یسوع نے ایسا کیا! وہ اس عورت پر خود کو مسیح کے طور پر ظاہر کرتا ہے۔ ایسا اس نے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ وہ زندگی کے پانی اور پرستش کے بارے میں اس عورت کے ساتھ اتنی دیر بات کرتا ہے جتنی دیر اس نے کسی اور کے ساتھ کسی الٰہیاتی موضوع پر بات نہیں کی۔ وہ وقت نکالتا ہے۔ وہ اس کا دل جیت لیتا ہے۔ اس کی نظر میں وہ اس کے لائق تھی، ناصرت کے اس مرد کی نظر میں، سوخار کے اس مرد کی نظر میں۔

خدا سے اس ملاقات کے بعد ہر خوف اور شرم سے آزاد ہو کر وہ اپنے پورے گاؤں کو خوشخبری سناتی ہے۔ بہت سے ایمان لاتے ہیں۔ یسوع اور شاگرد دو دن اور ٹھہرتے ہیں۔

بعد میں سامریہ کے یہ ایمان دار گھروں میں جمع ہونے والی کلیسیاؤں میں اکٹھے ہوں گے۔ اور وہ عورت یقیناً ان اجتماعات میں اس کے بارے میں، سوخار کے اس مرد کے بارے میں، اپنے مسیح کے بارے میں اور اس سے اپنی انوکھی ملاقات کے بارے میں بات کرے گی۔ وہ آگے بتائے گی جو اس نے پرستش کے بارے میں اس سے کہا تھا۔ کیونکہ جمع شدہ کلیسیا ہی وہ جگہ ہے جہاں باپ کی پرستش کی جاتی ہے۔ یہ عورت بھی یقیناً پرستش کرنے کے لیے کلیسیا میں اپنی آواز بلند کرے گی۔ ورنہ وہ خاص طور پر اسی کو، ایک عورت کو، پرستش کیوں سمجھاتا؟

صرف یہ کہانی ہی خاموش رہنے کے حکم کو بے معنی ثابت کر دیتی ہے۔

6.2 یسوع کے قدموں میں – مرتھا اور مریم

وہ کہانی کافی مشہور ہے (لوقا 10:38-42) جس میں مرتھا یسوع سے شکایت کرتی ہے کہ اس کی بہن مریم اس کی مدد نہیں کرتی، جب وہ یسوع اور اس کے شاگردوں کے لیے کھانا تیار کر رہی ہے۔ مریم شاگردوں کے ساتھ یسوع کے قدموں میں بیٹھ کر اس سے سیکھنے کو ترجیح دیتی ہے۔ یسوع مریم کا دفاع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو ضروری بھی ہے اور اس نے اچھا حصہ چن لیا ہے، جو اس سے چھینا نہ جائے گا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ خدا کی بادشاہی میں عورتوں کو بھی مردوں کی طرح سیکھنا ہے۔ ربیوں کے مدرسوں میں تقریباً کوئی عورت نہیں تھی۔ یسوع اسے مختلف طریقے سے کرتا ہے۔ مرد اور عورت سیکھنے کے بھی برابر قابل ہیں اور تعلیم دینے کے بھی برابر قابل۔ یہاں بھی یسوع اپنے زمانے کا ایک رواج توڑتا ہے، جو ہمارے ہاں کب کا ختم ہو چکا ہے۔ پولس بعد میں تیمتھیس کو لکھتا ہے (2- تیمتھیس 2:2) کہ جو کچھ اس نے بہت سے گواہوں کے سامنے سنا ہے، اسے ایسے انسانوں – عورتوں اور مردوں – کے سپرد کرے جو دوسروں کو سکھانے کے قابل ہوں گے۔ یہ اس صورت حال کی ٹھیک

عکاسی کرتا ہے: یسوع اپنی تعلیمات ایسے انسانوں، شاگرد عورتوں اور شاگرد مردوں کے سپرد کرتا ہے، جو اس کے ذریعے بعد میں دوسروں کو سکھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ **یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کے لیے تعلیم دینے کی کسی عام ممانعت کے خلاف ہے۔**

یسوع کے ساتھ تعلق میں جنس کا اب کوئی کردار نہیں۔ وہ کسی کا طرف دار نہیں تھا (متی 22:16)۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دونوں صنفوں کا فرق مٹا دیا گیا ہے، بلکہ یہ کہ یسوع دونوں کو یکساں اور بغیر کسی فرق کے عزت دیتا ہے: **جو کوئی خدا کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور میری بہن اور ماں ہے۔** (مرقس 3:33-35)

6.3 مریم مگدلینی، رسولوں کی رسول

یہ لقب تیسری صدی میں روم کا کلیسیائی باپ ہپولیتس (Hippolyt von Rom) مریم مگدلینی کو دیتا ہے۔ کیوں؟ وہ پہلی تھی جس سے یسوع مردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد ملا۔ شاید وہ اس سے سب سے زیادہ محبت کرتی تھی۔ یسوع نے اسے بدروحوں کے قبضے کی غلامی اور بدحالی سے آزاد کیا تھا۔ تب سے وہ دوسری عورتوں کے ساتھ اس کی پیروی کر رہی تھی، جنہیں اس نے شفا دی تھی (لوقا 8:2-3)۔ وہ اس کے دل کو جانتا تھا۔ اور صرف اسی کو، ایک عورت کو، باغ میں یہ انوکھا لمحہ دیکھنا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ صرف اسی کو یسوع سے وہ الفاظ سننے نصیب ہونے تھے جو ہر اس بات سے بڑھ کر ہیں جو انسانوں نے کبھی سنی:

> لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں (یوحنا 20:17)۔

یوں وہ شاگردوں کے لیے بھیجی ہوئی، رسول بن جاتی ہے۔ ایک اعزازی لقب جو اس پر جچتا ہے، چاہے وہ سرکاری نہ ہو۔ یہ پیغام کسی مرد کے، بارہ میں سے کسی کے سپرد نہیں کیا جاتا۔ یہ

ایک عورت کے سپرد کیا جاتا ہے، ایک وفادار گواہ کے طور پر۔ **کیا اس نے بھی اجتماعات میں بار بار اس ملاقات کا ذکر نہ کیا ہوگا؟**

۷ دلہن کلیسیا اور خواتین کی خدمت

سب ایمان دار، یسوع کا اقرار کرنے والے سب لوگ، مرد اور عورتیں یکساں طور پر، مل کر برہ کی دلہن ہیں۔

تخلیق کے بیان میں صاف دکھائی دیتا ہے کہ آدم اور حوا، خدا کی مرضی کے مطابق، ایک دوسرے پر حکومت نہیں کرتے، بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ اور شانہ بشانہ وہ کام پورا کرتے ہیں جو خدا نے تخلیق کے وقت انہیں سونپا۔ نہ ایک کو دوسرے پر کوئی فوقیت حاصل ہے، نہ کسی ایک صنف پر کوئی پابندی ہے۔ خدا کے منصوبے کے مطابق شادی ایسی ہوتی ہے، اور بنیادی طور پر زندگی کے ہر شعبے میں دونوں صنفوں کا باہمی برتاؤ ایسا ہی ہوتا ہے۔

گناہ میں گرنے نے اس تصویر کو دیرپا طور پر توڑ دیا: توازن تباہ ہو گیا ہے، مرد اب – ظاہر ہے استثناؤں کو چھوڑ کر – عورت پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ گناہ ہی کے ذریعے عورت تابع بنائی جاتی ہے۔ ہاں، زبردستی محکوم بنائی جاتی ہے اور پس منظر میں دھکیل دی جاتی ہے۔ عوامی زندگی مرد کے لیے مخصوص ہے۔ عورت اپنی طرف سے اپنی حکمت عملیاں بنائے گی کہ اپنی حالت سے بہترین فائدہ اٹھائے۔

لیکن کلیسیا میں کیا حال ہے، خدا کی بادشاہی میں کیا حال ہے؟ کیا وہاں عدم مساوات، کشیدگی اور یک طرفہ تابع داری کا یہ گناہ آلود نمونہ جاری رہنا چاہیے؟ پولس اور پطرس کے خطوط میں کچھ کلمات ہیں جنہیں اس طرح سمجھا جا سکتا ہے، اگر کوئی انہیں اسی طرح سمجھنا چاہے۔ لیکن آئیے، پہلے پولس پر ایک نظر ڈالیں۔

7.1 پولس اور اس کی ہم خدمت خواتین

بائبل کے دو، شاید تین متون، اگر سطحی طور پر سمجھے جائیں، پولس کو **عورتوں کا دشمن** دکھاتے ہیں۔ غور سے دیکھا جائے تو معاملہ بلکہ اس کے برعکس ہے۔ یسوع کی طرح، جو اس کا کامل نمونہ ہے، وہ عورتوں سے انقلابی برتاؤ کرتا ہے، یعنی مردوں کی طرح برابر کے حقوق کے ساتھ۔ وہ **عورتوں کا دوست** تھا۔ وہ واقعی کوئی فرق نہیں کرتا۔ جس سہولت سے وہ خداوند میں بہنوں کے بارے میں لکھتا ہے، وہ قابل توجہ ہے۔ انتھک رسول اور مشنری پولس کا کام بہت سی عورتوں سے گھرا اور جڑا ہوا تھا۔ وہ اس کے مشن میں شامل تھیں اور زنجیر کی کڑیوں کی طرح ناگزیر ہم خدمت تھیں۔ عورتیں دوسری صف کی کارندیاں نہیں تھیں؛ وہ وفاداری میں نمایاں تھیں اور پولس کی طرح کلام کی خدمت کرتی تھیں۔ ہم ایسی بہت سی عورتوں کو گنوا سکتے ہیں؛ میں تین تک محدود رہتا ہوں۔ رومیوں 16 میں 29 افراد کا ذکر ہے، جن میں سے کم از کم 10 عورتیں ہیں، جن کی خدمت اور محنت کی پولس قدر کرتا ہے، مردوں سے زیادہ۔ ہم وہیں سے شروع کرتے ہیں۔

7.1.1 فیبے – ڈیکن، راہنما اور خط لے جانے والی

رومیوں 16 میں سلام کا سلسلہ فیبے سے شروع ہوتا ہے۔ اچھی وجہ سے۔ وہی ہے جس کے پاس پولس کا شاید سب سے اہم خط روم لے جانے کا اعتماد بھی ہے اور وسائل بھی۔ رواج یہ تھا کہ خط لے جانے والا خط صرف پڑھ کر نہیں سناتا تھا بلکہ اس کے بارے میں سوالوں کے جواب بھی دیتا تھا۔ پولس نے خود اسے اس خط کی تعلیم دی تھی اور اسے اس خط سے واقف کرایا تھا، جو اس نے کرنتھس میں لکھا، اس لیے فیبے یہ کام انجام دینے کے

قابل تھی۔ وہ روم میں گھروں میں جمع ہونے والی مختلف کلیسیاؤں میں گئی، تاکہ خط پڑھ کر سنائے اور جہاں سوال پوچھے جائیں وہاں اس کی وضاحت کرے۔

وہ خود کرنتھس کی مشرقی بندرگاہ کنخریہ میں گھر میں جمع ہونے والی کلیسیا کی ایک خادمہ، ایک ڈیکن تھی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر، وہ شاید اس کلیسیا کی راہنما تھی۔ جرمن ترجموں کے مطابق پولس اسے مددگار، معاون یا سہارا کہتا ہے۔ اس کا اصل مطلب سربراہ (یونانی: prostatis) ہے، اور یہ مثال کے طور پر اس گھر میں جمع ہونے والی کلیسیا میں قیادت کے کسی عہدے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ پولس فیبے کو، جو کنخریہ میں گھر میں جمع ہونے والی کلیسیا میں ایک ذمہ دار مقام رکھتی ہے، یہ کام سونپے، لیکن عورتوں کو کلیسیا میں بولنے، تعلیم دینے اور قیادت کرنے سے عمومی طور پر منع کرے۔

دوسری طرف ہم ان آیات میں بہت زیادہ بات پڑھنا بھی نہیں چاہتے، لیکن ان کی ایسی تشریح کرنا بھی اچھا نہیں گویا اس نے صرف ایک سادہ ڈاکیے کا کام کیا ہو۔

7.1.2 ایک مثالی جوڑا: پرسکہ اور اکولہ

سب سے زیادہ ذکر کیا جانے والا میاں بیوی کا جوڑا، پرسکہ اور اکولہ، شاید پولس کے مشنری کام میں اس کے سب سے پرانے اور سب سے قابل اعتماد ہم خدمت ہیں۔ اگرچہ میاں بیوی میں ہمیشہ شوہر کا نام پہلے لیا جاتا تھا، نیا عہدنامہ بیوی پرسکہ کا نام چار بار (چھ میں سے) پہلے لیتا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ وہ خدمت میں آگے تھی اور قیادت کرتی تھی۔ شاید اس لیے کہ وہ اپنے شوہر سے زیادہ باصلاحیت تھی۔ اور پھر بھی دونوں ایک ٹیم کے ساتھیوں کی حیثیت سے برابر قدر و قیمت اور برابر درجے کے ساتھ یگانگت میں مل کر کام کرتے تھے۔ ہر ایک دوسرے کی خوبیاں اور کمزوریاں جانتا تھا۔ عورت ہونے کی وجہ سے پرسکہ حکمت عملی کے لحاظ سے بھی اہم تھی، کیونکہ عورتوں تک خوشخبری زیادہ تر عورتوں کے ذریعے پہنچتی تھی، مردوں کے ذریعے

نہیں۔ دونوں نے، پرسکہ آگے آگے، اپلوس کو تعلیم دی (اعمال 18:26)۔ خود پولس سے تعلیم پا کر، خیمے بنانے کے کام میں مل کر گزارے ہوئے بہت سے گھنٹوں میں سوال و جواب کے ذریعے تربیت پا کر، دونوں دوسروں کو تعلیم دینے کے لیے تیار تھے۔

یہاں خاص طور پر پرسکہ کا، ایک عورت کا، ذکر ضروری ہے۔ اس کا شوہر دوسری صف میں اس کے پیچھے اس کا سہارا بن کر کھڑا تھا، لیکن اس سے کوئی درجہ بندی پیدا نہ ہو سکی۔ یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ پولس نے عورتوں کے لیے تعلیم دینے کی عام ممانعت جاری کی ہو، جبکہ پرسکہ خود اپلوس کو اور یقیناً بہت سے دوسروں کو بھی تعلیم دے رہی تھی۔ یہ جوڑا تمام شادی شدہ جوڑوں کے لیے ایک نمونہ ہے۔

7.1.3 یونیاہ–نامور رسول

پولس ایک اور مشنری جوڑے کو اعزاز دیتا ہے: اندرنیکس اور یونیاہ۔ دونوں کو رسول کہا گیا ہے (رومیوں 16:7)۔ نئے عہدنامے کے ابتدائی ترین مفسر، کلیسیائی آبا، یونیاہ کا ذکر بڑے احترام سے کرتے ہیں۔ یوحنا کرسوستم (Johannes Chrysostomos) (344-407 عیسوی) یونیاہ کے بارے میں لکھتا ہے: "رسول ہونا ایک بڑی بات ہے۔ لیکن رسولوں میں نامور – غور کیجیے، یہ کتنی بڑی تعریف ہے۔ اس عورت کی حکمت کتنی بڑی ہوگی کہ وہ رسول کے لقب کے لائق ٹھہری۔"

مردوں کے غلبے والی کلیسیائی دنیا کو یہ قبول کرنا مشکل لگتا ہے کہ رسول پولس ایک عورت کو رسول کہتا ہے۔ اس لیے ایسے ترجمے موجود ہیں جو یونیاہ کو یونیاس بنا دیتے ہیں، یعنی ایک مردانہ نام۔ جو نہیں ہونا چاہیے، وہ ہو بھی نہیں سکتا۔ لیکن تحقیق نے اب بار بار تصدیق کی ہے کہ یہ ایک عورت کا نام ہے۔

یہ دونوں کس معنی میں رسول تھے، یہ کھلا سوال ہے۔ شاید انہیں کسی کلیسیا نے بھیجا تھا۔ شاید وہ کلیسیائیں قائم کرنے کی رسولی خدمت انجام دیتے تھے۔ یا وہ اس معنی میں رسول تھے کہ وہ ان میں شامل تھے جنہوں نے جی اٹھے خداوند کو دیکھا تھا اور اب فلسطین سے باہر خدا کی بادشاہی کے لیے کام کر رہے تھے۔

یہاں بھی میں اپنی بات دہراتا ہوں: **ایک رسول کے لیے جو عورت ہو، بولنے، تعلیم دینے اور قیادت کرنے کی ممانعت پر عمل کرنا مشکل ہی سے ممکن ہے۔** یہ بات کہ دونوں کچھ عرصہ پولس کے ساتھ قید میں رہے، اس نتیجے کی گنجائش دیتی ہے کہ دونوں نے غالباً سرِعام بھی خوشخبری کی منادی کی تھی۔

8 کیا بہنوں کے لیے خاموش رہنے کا حکم ہے؟

جب کوئی پولس کے گرد ان تین اور دوسری عورتوں کو بھی دیکھتا ہے، تو اس کے ذہن میں یہ خیال نہیں آئے گا کہ گھر میں جمع ہونے والی کلیسیا کے اجتماع میں، یعنی جسے ہم آج عبادت کہتے ہیں، عورتوں کو خاموش رہنا ہے۔ نئے عہدنامے میں کہیں اور بھی کوئی اشارہ نہیں کہ ایسا ہونا چاہیے یا ایسا عمل میں تھا۔ **ہمیں یہ خیال تک نہ آتا کہ ایسی کوئی چیز ہو سکتی ہے۔**

سوائے ایک مختصر حصے کے، جسے اسی طرح سمجھنا پڑتا ہے۔ بات 1-کرنتھیوں 14:34-35 کے اس متن کی ہے:

> عورتیں کلیسیا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا توریت میں بھی لکھا ہے۔
>
> اور اگر کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے اپنے شوہر سے پوچھیں کیونکہ عورت کا کلیسیا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے۔

اسے خداوند کا ایک براہ راست اور واضح حکم سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اس پر معقول شکوک ہیں۔ کسی آزادی نسواں کے یا فیمنسٹ رجحان کی وجہ سے نہیں، بلکہ خود کلام کی بنیاد پر۔

باب 11:5 میں پولس ایسی عورتوں کی بات کرتا ہے جو دعا اور نبوت کرتی ہیں (یوایل 2:28؛ اعمال 2:17 کے مطابق)۔ وہ یہ کہاں کرتی ہیں؟ کچھ کہتے ہیں، اجتماع میں؛ دوسرے کہتے ہیں، صرف اجتماع سے باہر، جیسا کہ باب 14 کی یہ آیات 34-35 تصدیق کرتی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن پولس کے ہاں دعا اور نبوت **سب سے** بڑھ کر جمع ہونے کے وقت ہوتی ہے۔ وہ

چودھویں باب میں یہی بیان کرتا ہے۔ وہاں پولس کے لیے یہ ایک بدیہی بات ہے کہ عورتیں حصہ لیتی ہیں۔ وہ کئی بار اس طرح اظہار کرتا ہے۔

- آیت 5: میں یہ چاہتا ہوں کہ تم سب بیگانہ زبانوں میں باتیں کرو لیکن زیادہ تر یہی چاہتا ہوں کہ نبوّت کرو۔
- آیت 12: ایسی کوشش کرو کہ تمہاری (سب کی) نعمتوں کی افزونی سے کلیسیا کی ترقّی ہو۔
- آیت 23: پس اگر ساری کلیسیا ایک جگہ جمع ہو اور سب کے سب بیگانہ زبانیں بولیں...
- آیت 26: پس اے بھائیو! کیا کرنا چاہیے؟ جب تم جمع ہوتے ہو تو ہر ایک کے دل میں مزمور یا تعلیم یا مکاشفہ یا بیگانہ زبان یا ترجمہ ہوتا ہے۔ سب کچھ روحانی ترقّی کے لئے ہونا چاہئے۔

بھائیوں (یونانی: adelphoi) سے مراد بہن بھائی ہیں، یعنی بھائی اور بہنیں، جیسا کہ بہت سی دوسری آیات میں، جنہیں ہم صرف مردوں تک محدود نہیں کر سکتے (کرنتھیوں کے نام پہلے خط میں یہ لفظ 27 بار آتا ہے اور تقریباً ہمیشہ بھائی اور بہنیں مراد ہیں)۔

- آیت 31: کیونکہ تم سب کے سب ایک ایک کر کے نبوّت کر سکتے ہو تاکہ سب سیکھیں اور سب کو نصیحت ہو۔

ہر اس مسیحی کے لیے جس کے نزدیک بائبل خدا کا کلام ہے، بائبل کے متن کے اندر تضادات خارج از امکان ہیں۔ لیکن آیات 34-35 زیادہ تر پڑھنے والوں کو متن میں ایک اجنبی ٹکڑے کی طرح لگتی ہیں۔ اس کا پہلے پہل بائبل پر تنقید یا کسی غلط سوچ سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ عقل سلیم سے ہے، جو یہاں بجا طور پر ایک تضاد محسوس کرتی ہے۔

ہم اس تضاد کو کیسے حل کریں؟ ان آیات کے پیش نظر جن میں عورتیں دعا اور نبوت کرتی ہیں اور سب کو اس کی دعوت دی جاتی ہے، اور پولس کے ہاں عورتوں کی خدمات کے بیان کی وجہ سے بھی، یہ ناممکن ہے کہ یہاں خاموش رہنے کا کوئی عالمگیر اور ہر زمانے کے لیے حکم مراد ہو۔ دوسرے لفظوں میں: اس متن کی کوئی اور وضاحت درکار ہے جو ایک معقول اور غیر متضاد مطلب دے۔ بہت سی تشریحات ہیں، یا بہتر کہیں تو وضاحت کی کوششیں، کیونکہ زیادہ تر مفسرین نے اس تضاد کو پہچان لیا ہے۔ میں یہاں چند ایک کا ذکر کرتا ہوں، تاکہ پھر ایک اور حل پیش کروں۔

8.1 نبوتوں کو پرکھنا

اگر کرنتھس میں عورتوں کو گھر پر اپنے شوہروں سے پوچھنا ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ ان کے سوال تھے اور غالباً وہ اچھی طرح تعلیم یافتہ نہیں تھیں۔ ان کے پاس علم کی کمی تھی۔ اس لحاظ سے یا تو وہ کلیسیا کے اجتماعات میں بہت زیادہ بیچ میں سوال کرتی تھیں، یا ایسی باتیں کہتی تھیں جو دانش مندانہ نہیں تھیں، اور وہ بھی ایسے انداز میں جو اس کے برعکس تھا جسے پولس یہاں تابع رہنا کہتا ہے۔ اس سے وہ خلل ڈالتی تھیں اور بےترتیبی پیدا ہوتی تھی، جو امن کے خدا کے مطابق نہیں۔ یوں بات یہ نہیں ہوگی کہ وہ کچھ کہتی ہیں یا نہیں، بلکہ یہ کہ وہ کیسے اور کیا کہتی تھیں۔

اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورتوں کو اپنے شوہروں یا تمام مردوں کے نبوتی کلام کو پرکھنے (آیت 29) سے الگ رکھا گیا تھا، کیونکہ اس زمانے کی ثقافت میں یہ شرم کی بات تھی کہ بیویاں سرعام تنقید کر کے اپنے شوہروں کو رسوا کریں۔

8.2 آیت 34 اور 35 ایک اقتباس؟

یہ ممکن ہے کہ پولس یہاں کرنتھس کے کچھ لوگوں کا قول نقل کرتا ہے تاکہ ان کی تردید کرے۔ تب یہ پولس کے الفاظ نہیں ہوں گے۔ یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ پولس کرنتھیوں کے نام پہلے خط میں کئی بار ایک خط سے آزادانہ یا لفظ بہ لفظ اقتباس دیتا ہے، ان مقامات پر: 6:12-13؛ 7:1؛ 8:1، 4؛ 10:23؛ 15:12۔ ہر اقتباس کو ہمیشہ اقتباس کہہ کر نہیں بتایا جاتا، بلکہ سیاق و سباق سے اخذ کیا جاتا ہے کہ آیا یہ اقتباس ہے۔ پولس کو زبانی یا ایک خط کے ذریعے خبر ملی تھی کہ کرنتھس میں کچھ مرد عورتوں کے لیے ایسے خاموش رہنے کے حکم کا مطالبہ کر رہے تھے۔ خاموش رہنے کے ایسے مطالبے اس زمانے کے یونانیوں اور رومیوں کی ثقافت میں موجود تھے۔

توریت (شریعت) کا حوالہ عجیب ہے، کیونکہ موسوی شریعت میں نہ خاموش رہنے کا کوئی حکم ہے نہ تابع رہنے کا۔ عورتوں کی تابع داری اور خاموشی کے بارے میں ہمیں پرانے عہدنامے میں کچھ نہیں ملتا، تخلیق کے بیان میں بھی نہیں۔ خاص طور پر پولس واضح کرتا ہے کہ موسوی شریعت مسیحیوں کے لیے اب زندگی کا اصول نہیں، اور عبادت کی ترتیب کے لیے تو بالکل بھی معیار نہیں۔ اس لیے یہاں کوئی یہودی، یونانی یا رومی تشریح یا ضابطہ مراد ہو سکتا ہے جس کا حوالہ ایسے لوگ دیتے تھے، نہ کہ الٰہی شریعت، نہ ہی مسیح کی شریعت۔ یہ اس رائے کی تائید کرتا ہے کہ یہاں ایک اقتباس ہے۔

اگر یہ اقتباس ہے، تو پولس آیت 36 میں اس ناقابل قبول مطالبے پر واضح، بلکہ برہم رد عمل دیتا ہے۔ جرمن زبان میں اور بائبل کے ترجموں میں یہ اس طرح ظاہر نہیں ہوتا۔ اس کے

ردعمل کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے: "کیا؟" یا "فضول بات!" یا "ہرگز نہیں" کہ عورتیں اجتماع میں خاموش رہیں۔ یہ پولس کی طرف سے ایک شدید مداخلت اور تردید ہوگی۔

8.3 آیت 34 اور 35 بعد کا اضافہ؟

یہ آیات اجنبی لگتی ہیں اور ان میں ایسے مضامین ہیں جو پولس کے ہاں کہیں اور نہیں ملتے۔ اب قدیم متنی گواہوں سے واضح اشارے ملتے ہیں کہ یہ آیات نقل کرنے والوں کا اضافہ ہیں۔

اگر ہمارے پاس صرف اندرونی شکوک ہوتے، یعنی متضاد یا مشکل سے سمجھ میں آنے والے بیانات، تو ہمیں اب بھی وضاحت کا انتظار کرنا پڑتا۔ لیکن اب قلمی نسخوں کے شواہد موجود ہیں جو اس کی تصدیق کرتے معلوم ہوتے ہیں۔

پہلا معقول شبہ اس حقیقت سے پیدا ہوتا ہے کہ یہ دونوں آیات قلمی نسخوں میں کئی بار مختلف جگہوں پر ہیں۔ ایک بار وہاں جہاں وہ عام طور پر ہمارے ہاں ہیں، یعنی آیت 33 کے بعد۔ **لیکن دوسرے نسخوں میں وہ آیت 40 کے بعد ہیں۔** سب سے آسان وضاحت یہ ہے: کسی نے انہیں ایک قلمی نسخے (کوڈیکس) کے حاشیے پر لکھ دیا۔ اگلے نقل کرنے والے نے یہ حاشیے کا نوٹ اصل متن میں منتقل کر دیا، اور طے کیا کہ کس جگہ۔ اگر یہ ہمیشہ ایک ہی جگہ ہوتی، تو کوئی بات نظر نہ آتی۔

یہ ابتدائی شبہ چوتھی صدی کے اہم **کوڈیکس ویٹیکانس (Codex Vaticanus)** میں ایک دریافت سے پکا ہو جاتا ہے۔ یہ نئے عہدنامے کے سب سے اہم بڑے قلمی نسخوں میں سے ایک ہے۔ اس متن میں واقعی یہ اور کچھ دوسری آیات بعد کے اضافے کے طور پر نشان زد ہیں۔

چھٹی صدی کا کوڈیکس فلڈنسس (Codex Fuldensis) بھی متن کی دونوں صورتیں رکھتا ہے، اور وہ صورت جس میں آیت 34 اور 35 نہیں ہیں، تصحیح سمجھی جاتی ہے۔

اس لحاظ سے دونوں کوڈیکس (قلمی نسخوں) کے دونوں ماخذوں میں یہ آیات نہیں تھیں!

تو پھر یہ پولس کی طرف سے بھی نہیں۔ پولس کا لکھا ہوا نہ ہونے کی وجہ سے یہ الہامی بھی نہیں اور سیدھی سی بات ہے کہ غلط ہے۔ اس غلط بیج کی طرح جو اچھے بیج کے درمیان بویا گیا اور آج تک اگ رہا ہے۔ اگر ان دو آیات کے اثرات پر غور کیا جائے، کہ انہوں نے عورتوں کے ساتھ کیا کیا، اور ان الفاظ نے کتنے آنسو، جھگڑے اور جدائیاں پیدا کیں، تو اس نظریے کے شبہے کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

ان آیات کے ہٹ جانے سے 1-کرنتھیوں 14 کا آخری حصہ پھر سے مربوط ہو جاتا ہے اور ایک واضح سلسلۂ خیال سامنے آتا ہے۔

جو عورتیں خاموش رہنے کے حکم کو لفظی طور پر سنجیدگی سے لیتی ہیں، انہیں نہ ساتھ مل کر گیت گانے چاہییں (14:15) اور نہ آمین کہنا چاہیے (14:16)۔ لیکن وہ یہ وہاں بھی کرتی ہیں جہاں خاموش رہنے کے حکم کو اسی طرح سمجھا جاتا ہے۔ یہ بے اصولی ہے اور دکھاتا ہے کہ اس تشریح کے مطابق یہاں تک کہ پولس بھی خود اپنی بات کی تردید کرتا۔ یہودیوں کے عبادت خانے میں شاید ایسا ہوتا ہو، لیکن جی اٹھے خداوند کی کلیسیا کے اجتماعات میں نہیں۔

مجھے یہ المناک لگتا ہے کہ مردوں نے پولس کے اس کلمے کے ساتھ، باب، خط اور نئے عہدنامے کے سیاق و سباق کا لحاظ کیے بغیر، عورتوں کے نقصان میں یہ تشریح اختیار کی اور یوں تمام عورتوں کو خاموش رہنے کا پابند کر دیا۔ اس طرح وہ اجتماعات سے بہت سی روحانی دولت چھین لیتے ہیں، بلکہ شاید خداوند کی آواز بھی۔ کیونکہ بہنوں کے پاس بھی تو خدا کا روح

اور روح کی نعمتیں ہیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ سب سے اہم اجتماع میں مسیح کا آدھا بدن خاموش رہے؟ یا روح صرف مردوں کے ذریعے کام کرے؟

میں نے یہ سیکھا ہے کہ ہمیشہ کلام کا کلام سے موازنہ کروں اور ایسے متوازی متون تلاش کروں جو کسی تشریح کی تائید اور تصدیق کریں۔ کیا کوئی اور متن ہے جس میں عورتوں کے لیے خاموش رہنے کا حکم ہو، جو اسے بالواسطہ پہلے سے فرض کرتا ہو یا اس کا حکم دیتا ہو؟ نہیں۔

مجموعی طور پر صرف ایسے بیانات ہیں جو عورتوں کی شرکت کو براہ راست یا بالواسطہ ظاہر کرتے ہیں اور اس کا قیاس دلاتے ہیں۔ خاموش رہنے کا حکم ایک ہی متن ہے۔ اس پر غیر معمولی بھی، اس لیے یا تو یہ ایسے بولنے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو نامناسب ہے اور اس لیے منع کیا جاتا ہے، یا یہ پولس کا نہیں، ایک ناجائز اضافے یا ایک اقتباس کے طور پر۔ تب یہ کوئی رسولی ہدایت نہیں ہوگی، بلکہ بالکل اس کے برعکس۔

اتنے کمزور ثبوت کے ساتھ کوئی بہنوں کے خلاف فیصلہ کرنے اور انہیں عمر بھر مسیحیوں کے سب سے اہم اجتماع میں بولنے سے منع کرنے تک کیسے پہنچتا ہے؟ اور ساتھ ہی، جب ان سے اس موضوع پر بات کی جائے، تو انتہائی جذباتی اور مشتعل ردعمل دیتا ہے؟ کیا میں ان مردوں سے، جو اس پر اصرار کرتے ہیں، خلوص سے درخواست کر سکتا ہوں کہ ایک بار بہنوں کی جگہ پر خود کو رکھ کر دیکھیں؟ یعنی صرف دو جملوں کی بنیاد پر اتنی دور رس، سخت اور ناقابل فہم، بلکہ متضاد ہدایت کو خداوند کے حکم کے طور پر قبول کرنا؟ خداوند کے احکام قابل فہم ہوتے ہیں، اجنبی اور مشکوک نہیں؛ وہ روحانی ترقی کے لیے اور ہماری بھلائی کے لیے ہوتے ہیں، نہ کہ کسی ایک صنف کی تحقیر کے لیے۔

میں یہ سوال پوچھے بغیر نہیں رہ سکتا: **کس کو سب سے زیادہ دلچسپی ہے کہ حوا کی بیٹیاں خاموش رہیں اور ان کا منہ بند کیا جائے؟ یہ وہی پرانا سانپ ہے جس نے باغ میں**

پہلے ہی عورت پر حملہ کیا تھا۔ لیکن خدا عورت کی طرف کھڑا ہوتا ہے، اس کی نسل سانپ کا سر کچلے گی۔

جو لوگ عبادت میں بہنوں کی شرکت کے حامی ہیں – کلام اور گیت کے ذریعے، وعظ یا زندگی کی گواہی کے ذریعے – ان پر کبھی کبھی فیمنزم یا دنیاداری کا الزام لگایا جاتا ہے۔ اس پر مجھے جواب دینا ہے: اس غالب امکان کی صورت میں کہ یہ دونوں آیات ایک دنیاوی قانون کو دہراتی ہیں، جو عورتوں کو عوامی زندگی سے خارج کرنا چاہتا ہے اور یوں ان کے ساتھ امتیاز برتتا ہے، تو اس معاملے میں دنیادار کون ہے؟

اگر آج بھی عورتیں پہلی یا دوسری صدی کے ایک دنیاوی حکم کی وجہ سے اجتماعات میں خاموش رہتی ہیں، جو دھوکے سے بائبل میں داخل ہو گیا، تو یہ ایک المناک اسکینڈل ہے!

9 کیا بہنوں کے لیے تعلیم دینے کی ممانعت ہے؟

یسوع اور پولس نے خواتین کے ساتھ جو برتاؤ کیا، اسے دیکھ کر ہمیں یہ خیال بھی نہ آتا کہ خواتین تعلیم نہیں دے سکتیں۔ وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جو عبادت میں کوئی تعلیم پیش کر سکتے ہیں (1-کرنتھیوں 14:26)، جو اسی طرح تعلیم دیتے ہیں جیسے پرسکہ نے اپلوس کو دی (اعمال 18:26)، یا جنہیں اچھی باتیں سکھانے والی ہونا چاہیے (ططس 2:3)۔ مردوں کی طرح وہ بھی ان انسانوں میں شامل ہیں جو سیکھی ہوئی باتیں آگے پہنچاتے ہیں اور یوں دوسروں کو سکھاتے ہیں (2-تیمتھیس 2:2)۔ تعلیم دینے کی روحانی نعمت بھی مردوں تک محدود نہیں (رومیوں 12:7)۔

یسوع چاہتا ہے کہ خواتین بھی مردوں کی طرح تعلیم دیں: (متی 28:19-20) پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ **اور ان کو یہ تعلیم دو کہ ان سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا۔**

لیکن جیسے بولنے کی ممانعت کے بارے میں، ویسے ہی یہاں بھی کلام مقدس کا صرف **ایک ہی** حوالہ ہے جسے ٹھیک اسی طرح سمجھا جاتا ہے کہ خواتین نہ تعلیم دیں اور نہ قیادت کریں یا اختیار استعمال کریں۔ اس بارے میں مختلف آرا ہیں کہ ان آیات میں صرف عبادت کی بات ہے یا زندگی کے سب شعبے شامل ہیں۔ عبادت میں خاموش رہنے کا حکم اس سلسلے میں زیادہ تر باتیں واضح کر دیتا: جسے بولنے کی اجازت نہیں، وہ وہاں تعلیم بھی نہیں دے سکتا۔

1-تیمتھیس کا یہ حوالہ افسس کی ایک تاریخی اور مشکل صورت حال سے تعلق رکھتا ہے جسے ہم ٹھیک ٹھیک نہیں جانتے۔ ہمارے پاس صرف یہی خط ہے، یعنی کہانی کا صرف ایک رخ۔ اس کا ہمیں لحاظ رکھنا چاہیے، اس سے پہلے کہ ہم کسی لاعلمی یا خاموشی سے نتیجے نکالیں اور

انہیں ہر زمانے کے لیے لازمی احکام بنا کر پیش کریں۔ اس لحاظ سے یہ خط ہمیں نہیں لکھا گیا، بلکہ ہمارے لیے لکھا گیا ہے۔ اس کے برعکس خط پانے والے اپنی صورت حال میں سب کچھ سمجھ گئے تھے۔ اصل میں آیت 8 سے 15 تک پورا پیراگراف سامنے رکھنا چاہیے، ہم آیت 11 سے 14 تک محدود رہتے ہیں۔ اس باب کے آخر میں پورے حصے کا مفہوم کے مطابق ترجمہ آتا ہے۔

> [1-تیمتھیس 2:11-14] عورت کو چپ چاپ کمال تابع داری سے سیکھنا چاہیے۔ اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے۔ کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا۔ اس کے بعد حوا۔ اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔

یہ جملہ کہ عورت سیکھے، اس حصے میں حکم کی صورت میں واحد جملہ ہے، اور ساتھ ہی انقلابی بھی۔ زیادہ تر عورتوں کو تعلیم میسر نہیں تھی اور نہ ہی اسے پسند کیا جاتا تھا۔ یہیں ان ہدایات کی ایک کنجی ہے۔ عورت – اور یہاں صرف کوئی خاص عورت ("ایک" عورت) یا عورتوں کا کوئی گروہ مراد ہو سکتا ہے – کھلے دل سے سیکھے۔ تاکہ وہ ادھورے علم یا ان غلط تعلیمات کے ساتھ، جن کا ذکر 1-تیمتھیس کے خط میں کئی بار آیا ہے، حاکمانہ انداز میں تعلیم نہ دے یا اپنے شوہروں کو سبق سکھانے کا گمان نہ کرے۔

لفظ "حکم چلانا" یہاں نہ روحانی قیادت کے معنی میں ہے نہ تعلیم کے اختیار کے معنی میں۔ یونانی لفظ پورے نئے عہدنامے میں صرف ایک ہی بار آتا ہے، اور اس زمانے کی عام بول چال میں اس کا مطلب کچھ منفی تھا۔ اختیار یا اقتدار کے لیے پولس دوسرے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ تیمتھیس کے نام خط میں یہ لفظ ایک بے راہ روی کو بیان کرتا ہے، ایک منفی اور دھمکی آمیز بلکہ حد سے بڑھا ہوا رویہ۔ یہی رویہ وہ مردوں کے لیے بھی ممنوع قرار

دیتا۔ لیکن یہاں یہ ٹھوس طور پر عورتوں کا مسئلہ تھا۔ **سکھانا اور حکم چلانا** کوئی مطلوب نہیں بلکہ ایک غلط امتزاج ہے، جس کے بارے میں ہم ٹھیک سے یہ بھی نہیں جانتے کہ اس سے کیا مراد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اصل مسئلہ کیا تھا، اسے ہم ان الفاظ سے صرف دوبارہ جوڑنے کی کوشش ہی کر سکتے ہیں۔ **تعلیم دینے کا اختیار صحیح تعلیم سکھانے سے، تعلیم دینے کی نعمت سے، اور کلیسیا اور اس کی قیادت کی رضامندی اور حمایت سے حاصل ہوتا ہے۔**

زیادہ درست ترجمہ یوں ہے: میں ایک عورت کو اب اجازت نہیں دیتا ... یوں یہ متن ایک مقامی صورت حال سے مخاطب ہے جو بہتر ہو سکتی تھی، جب عورت اپنا سبق پورا کر لیتی۔ انہی اصلاحوں پر زور دینا اس پورے خط کی وجہ ہے، جو کئی مخصوص افراد اور غلط تعلیمات کا ذکر کرتا ہے (1-تیمتھیس 1:3-6؛ 1:19-20؛ 4:1-10؛ 5:13-16؛ 6:3-10؛ 6:20-21)۔

اب پولس مختصراً آدم اور حوا کی کہانی کا حوالہ دیتا ہے۔ موازنے اور مثال کے طور پر۔ آدم کی کسی برتری کو بیان کرنے کے لیے نہیں۔ نہ حوا کی، اور یوں سب عورتوں کی، کسی زیادہ کمزوری یا آزمائش میں جلد پڑ جانے کو تعلیم دینے کی ممانعت کی وجہ بنانے کے لیے۔ یہ حقیقت کہ آدم پہلے پیدا کیا گیا، نہ اس کے قیادت کے کردار کی بنیاد ہے اور نہ یوں گناہ میں گرنے سے پہلے کی کسی تخلیق کی ترتیب کی، بلکہ پولس صرف اصل ترتیب بیان کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں: پولس یہ نہیں کہتا کہ عورتیں تعلیم نہیں دے سکتیں کیونکہ آدم پہلے پیدا کیا گیا۔ چھوٹا سا لفظ "کیونکہ" اصل متن میں کبھی کبھی، لیکن ہمیشہ نہیں، کسی وجہ کا آغاز ہوتا ہے، بلکہ دوسرے مقامات کی طرح یہاں بھی صرف پرانے عہدنامے سے لیے گئے کسی موازنے اور تصویر کا آغاز ہے۔

صرف خط پانے والے ہی ٹھیک ٹھیک جانتے تھے کہ پولس اس سیاق و سباق میں آدم اور حوا کا ذکر کیوں کرتا ہے۔ ہم مندرجہ ذیل وضاحتوں کو ممکن اور قابل فہم سمجھتے ہیں، ان سے دور رس نتائج نکالے بغیر:

افسس میں رائج غناسطی تعلیمات میں بائبل کے تخلیق کے بیان کو بت پرستانہ عناصر کے ساتھ، خاص طور پر غناسطیت (Gnosis) کے ساتھ، ملا دیا گیا تھا (6:20)۔ یہ تعلیمات حوا کو پہلی ہستی کے طور پر اور اس نسوانی قوت کے طور پر نمایاں کرتی تھیں جس نے آدم میں جان پھونکی۔ شاید ترتیب پر زور کے ساتھ یہ ذکر اصلاح کے طور پر تھا۔ ارتمس کی پرستش نے، جو افسس کی شہری زندگی پر حاوی تھی، اپنی متعلقہ دیومالائی کہانیوں، تعلیمات اور رسموں کے ساتھ غالباً ایک کردار ادا کیا ہوگا۔ کلیسیا کے لیے یہ ایک خطرہ تھا۔ اس کا یہاں ذکر تو نہیں، لیکن اعمال 19 میں اس کی ایک زندہ تصویر ملتی ہے۔ پولس ان خطروں کو اچھی طرح جانتا تھا، وہ کافی عرصہ افسس میں رہ چکا تھا۔

حوا نہ صرف آدم کے بعد، بلکہ آدم میں سے اور آدم کے لیے پیدا کی گئی، تاکہ ایک مددگار، ہم پلہ ساتھی ہو جو ہر چیز اس کے ساتھ بانٹے۔ جب سانپ اس کے پاس آتا ہے تو وہ فریب کھاتی ہے، کیونکہ وہ بظاہر اس صورت حال کا اکیلے سامنا کرنا چاہتی تھی۔ اس جان لیوا خطرے میں وہ اپنے ساتھی کی طرف رجوع نہیں کرتی، تاکہ دونوں مل کر اس چیلنج کا سامنا کریں۔ اسی طرح افسس کی عورتیں، اور آخرکار سب عورتیں، اپنے شریک حیات کو نظرانداز نہ کریں، بلکہ ان کے ساتھ مل کر عمل کریں اور ضرورت ہو تو ان سے سیکھیں۔

آدم کو منع کیے ہوئے پھل کا حکم حوا کے وجود میں آنے سے پہلے ملا تھا۔ اس لحاظ سے حوا کو یہ حکم اپنے شوہر سے سننا تھا۔ حوا نے شاید اس لیے فریب کھایا کہ اس نے اچھی طرح نہیں سنا تھا۔ یہ افسس کی بعض عورتوں کے لیے ایک تنبیہ تھی کہ وہ سیکھیں اور خوشخبری کی اور

ہمارے خداوند یسوع مسیح کی تعلیم میں مضبوطی سے قائم ہوں۔ **تب ہی وہ تعلیم دے سکیں گی، مردوں کو بھی۔** آدم نے فریب نہیں کھایا، وہ حکم کو پہلے ہاتھ سے، براہ راست خدا سے جانتا تھا اور اس نے پوری واقفیت کے ساتھ گناہ کیا۔ جیسا کہ ہم نے پیدائش کی کتاب میں دیکھا، اس کا گناہ بہکاوا نہیں تھا، بلکہ آنکھیں کھول کر گناہ کرنا، یعنی پورے علم اور رضامندی کے ساتھ۔

چونکہ پولس کا خط غلط تعلیم کا مقابلہ کرنے کے لیے لکھا گیا ہے (1:3 سے آگے)، تو 2:12 کو عورتوں کی طرف سے صحیح تعلیم کی ممانعت کیوں پڑھا جاتا ہے، عورتوں کی طرف سے غلط تعلیم کی ممانعت کیوں نہیں؟

غلط باتیں نامناسب انداز میں سکھانا افسس میں ایک یا کئی عورتوں کا ٹھوس مسئلہ تھا۔ لیکن یہ واضح ہے کہ مردوں کو بھی بالکل یہی کام اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔ جتنوں نے سچائی سیکھی ہے، وہ سب خدمت کے جذبے سے دوسروں کو سکھائیں۔

اب 1-تیمتھیس 2:8-15 کا ایک وضاحتی ترجمہ آتا ہے۔ میں اس مشکل متن کو مختصراً یوں بیان کروں گا:

عزیز تیمتھیس، افسس میں بعض مردوں اور بعض عورتوں اور ان کی غلط تعلیمات کے مسائل پر قابو پانے کے لیے یہ ضروری ہے: مرد دعا کرنا شروع کریں۔ ہر جگہ جہاں وہ ملتے ہیں۔ کھلے عام بھی۔ دیومالائی کہانیوں اور غلط تعلیمات پر جھگڑنے کے بجائے۔ غصہ اور جھگڑا دعا میں رکاوٹ ہیں۔ مل کر دعا کرنا ایک پرسکون اور پرامن زندگی اور باہمی میل جول کی طرف لے جاتا ہے۔ اٹھے ہوئے، کھلے اور قبول کرنے والے ہاتھوں سے، جو جھگڑے اور تشدد سے پاک ہوں، وہ مل کر ہمارے نجات دہندہ خدا کی عبادت کریں اور خدا کے تخت کے سامنے سب انسانوں کے لیے شفاعت کریں۔

یقیناً عورتیں بھی دعا کریں، بالکل مردوں کی طرح۔ اس میں یہ اہم ہے کہ عورتیں – میری مراد خاص طور پر امیر عورتوں سے ہے – جہاں بھی جائیں اور نظر آئیں، سادگی اختیار کریں۔ ان کا سنگھار، جو مردوں اور عورتوں کی توجہ بھی ان کی طرف کھینچتا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے بڑھ جائیں، مہنگے اور نمایاں بالوں کے انداز یا سونے اور موتیوں کے زیورات اور قیمتی اور انوکھے لباس پر مشتمل نہ ہو۔ جو عورتیں مسیح کی پیروی کرتی ہیں، انہیں یوں نمایاں ہونے کی یا اس طرح اثر و رسوخ اور غلبہ جمانے کی ضرورت نہیں۔ ایک ایسا سنگھار اور اثر بھی ہے جو زیادہ قیمتی ہے، جس کی سب انسان قدر بھی کرتے ہیں: نیک کام۔

عورت سیکھے کہ خوشخبری کی سچائی کیا ہے۔ سیکھنے کی خواہش کے ساتھ، توجہ سے اور جاننے کے شوق سے۔ اپنے گھر میں۔ خاص طور پر ان عورتوں میں سے بعض کو میں اب اجازت نہیں دیتا کہ یہ سب غلط دیومالائی کہانیاں اور تعلیمات آگے پھیلائیں۔ وہ اپنے شوہر پر اپنے آپ کو بلند نہ کریں اور خودسری سے اس پر غلبہ نہ رکھیں اور اسے سبق نہ سکھائیں۔ جب ان کے شوہر یا کلیسیا کے مرد انہیں صحیح تعلیم سمجھائیں تو وہ سنیں۔ کیونکہ انہیں اس کی ضرورت ہے، چونکہ ان میں علم کی کمی ہے اور یہ لاعلمی بڑا نقصان کرتی ہے جب وہ گھروں میں دیومالائی کہانیاں پھیلاتی ہیں۔

آدم اور حوا کی تخلیق اس کے لیے بالکل موزوں مثال ہے۔ آدم پہلے پیدا کیا گیا اور اسی کو حوا کو سکھانا تھا۔ اس نے فریب نہیں کھایا۔ لیکن حوا نے فریب کھایا اور دھوکا کھایا۔ آزمائش میں اس نے اپنے ساتھی کی طرف رجوع نہیں کیا۔ اگر عورتیں خوشی سے نہ سیکھیں تو وہ حوا کی طرح دھوکا کھائیں گی اور دوسروں کے لیے پھندا بن جائیں گی۔ اگر افسس کی بعض عورتیں اپنے شوہروں سے نہ سیکھیں تو بالکل یہی ہوگا۔ جب وہ سیکھ لیں گی تب ہی وہ دوسروں کو بھی، مردوں کو بھی، سکھا سکیں گی۔

اور یہ عورتیں جان لیں کہ بچے جننے میں وہ محفوظ رکھی جائیں گی۔ حوا کے بہکائے جانے اور پیدائش کے بڑے خطرات کے باوجود۔ صرف خدا، ہمارا نجات دہندہ، بچاتا ہے، نہ کہ افسس کی انسانوں کی بنائی ہوئی محافظ دیوی ارتمس۔ اس لیے وہ ایمان اور محبت اور پاکیزگی پر توجہ دیں۔ میاں بیوی کے طور پر مل کر، جو آدم اور حوا کی طرح ایک تن ہیں۔ عورتیں بچے پیدا کرنے سے نہ ڈریں۔ کوئی انہیں شادی سے منع نہ کرے۔ مرد جنسی طور پر اپنے آپ پر قابو رکھیں اور یاد رکھیں کہ بہت زیادہ حمل ان کی بیویوں کے لیے خطرہ ہیں۔

10 سب ایمان داروں کی کہانت

فردوس کے باغ میں آدم اور حوا، گناہ میں گرنے سے پہلے کی بےگناہی میں، بادشاہ ہیں جو حکومت کرتے ہیں، اور کاہن ہیں جو خدا کی حضوری میں رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ اور اس کے لیے۔ کاشت کرنا اور حفاظت کرنا وہ الفاظ ہیں جو بعد میں کاہنوں کی خدمت کے لیے استعمال ہوئے (پیدائش 2:15)۔

عدن میں فردوس کا باغ ہیکل کے پاک ترین مقام کی تصویر ہے۔ نیا اور بہتر عدن، یعنی نئی زمین، ایک عالمگیر، دنیا بھر پر پھیلا ہوا پاک ترین مقام ہوگا۔ ساری زمین فردوس کا باغ ہوگی۔ اسی لیے نیا یروشلیم، جو نئی تخلیق کی تصویر ہے، ایک بہت بڑے مکعب کی شکل رکھتا ہے (مکاشفہ 21)۔ یہ ہیکل کے پاک ترین مقام کی وہی شکل ہے۔ نئی زمین، جس میں عورتیں اور مرد بسے ہوں گے، بادشاہ اور ملکائیں، مرد کاہن اور خواتین کاہن۔

کیا وہاں مرد اور عورت کے رشتے میں کوئی درجہ بندی ہوگی؟ بعض کہتے ہیں نہیں، کیونکہ وہ نئی تخلیق ہے۔ ان کے خیال میں درجہ بندی صرف پرانی اور گری ہوئی تخلیق کے لیے ہے۔ لیکن کلیسیا میں نئی تخلیق شروع ہو چکی ہے۔ وہاں یہ مستقبل ابھی سے آپس کے برتاؤ میں دکھائی دیتا ہے۔ تو پھر کلیسیا میں ایسی درجہ بندی کیوں رہے جو خدا کی مرضی نہیں؟ **یسوع کی کلیسیا میں صرف ایک دوسرے کے تابع رہنا اہمیت رکھتا ہے، اور وہ بھی اپنی خوشی سے۔**

اصلاح کلیسیا کی تحریک (Reformation) نے سب ایمان داروں کی کہانت کی اس سچائی کو پھر سے روشنی میں لایا۔ لیکن کلیسیا کے عمل میں اس کا اثر نہیں ہوا یا بہت کم ہوا۔ کوئی بھی، حتیٰ کہ کیتھولک کلیسیا بھی، ایمان داروں کی عمومی کہانت پر شک نہیں کرتا۔ سوال یہ

ہے کہ اس سچائی کا کلیسیائی زندگی کے لیے عملی مطلب کیا ہے۔ یہ بات کہ ہر ایمان دار، عورت اور مرد، کاہن ہے، اپنے آپ میں کافی وجہ ہونی چاہیے کہ دونوں جنسیں عبادت میں ایک جیسا کردار یا ایک جیسی خدمتیں رکھ سکیں۔ ہرگز نہیں۔ ایک طرف سب ایمان داروں کی کہانت ذاتی طور پر جی جاتی ہے۔ دعا اور خدا کے ساتھ رفاقت ایک ذاتی، انفرادی برکت ہے۔ کہانت اور اس سے جڑی قربانی کی خدمت کا نمونہ پرانے عہدنامے سے آتا ہے، جہاں کاہن عبادت کی راہنمائی کرتا اور قربانی چڑھاتا تھا۔ **اس لیے یہ بات قرین قیاس ہے کہ سب ایمان داروں کی کہانت کے سلسلے میں ایمان داروں کے جمع ہونے کا بھی خیال کیا جائے، جو مل کر عبادت کرنے والوں کے طور پر آسمانی مقدس میں داخل ہوتے ہیں۔** اور مل کر خداوند کی میز پر، جو روحانی مذبح ہے، حمد کی روحانی قربانیاں چڑھاتے ہیں۔ کیا وہاں جنس کی بنیاد پر فرق ہو سکتے ہیں، یا ہونے چاہییں؟ **خدا کا کلام نئے عہد میں یہ فرق نہیں کرتا۔ تو ہمیں بھی نہیں کرنے چاہییں۔**

پرانے عہد میں صرف مرد کاہن تھے۔ لیکن ہر مرد کاہن یا لاوی نہیں بن سکتا تھا۔ لاوی ہونے کے لیے لاوی گھرانے میں پیدا ہونا ضروری تھا، اور کاہن ہونے کے لیے ہارون کے خاندان سے ہونا ضروری تھا۔ اور اس کے ساتھ رسمی طور پر پاک ہونا اور جسمانی طور پر بے عیب ہونا بھی۔

ضمناً عرض ہے کہ کاہن کا کام قصائی کے کام کی طرح پرتشدد اور تھکا دینے والا تھا۔ مشرق وسطیٰ کی گرمی میں جانوروں کے ٹکڑے کرنا پسینہ بہانے والا کام تھا، جسے مرد، جو اوسطاً عورتوں سے زیادہ طاقت ور ہوتے ہیں، بہتر طور پر انجام دیتے تھے۔ اس طرح کا عبادتی کاہنانہ کام آج موجود نہیں۔

ہمیں یہ بھی دھیان میں رکھنا چاہیے کہ ایک خاص (مردانہ) لاوی کہانت کا وجود میں آنا بذات خود اسرائیل کی ناکامی کی علامت ہے، کیونکہ یہ تب وجود میں آتی ہے جب قوم سونے کے بچھڑے کے ذریعے بت پرستی میں بہک گئی (خروج 32)، جس کے خلاف صرف لاوی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں (آیات 26-29)۔ **خدا کا اپنی قوم کے لیے پہلا ارادہ یہ تھا کہ وہ سب "کاہنوں کی ایک مملکت" ہوں (خروج 19:6)، ایک رویا جو اب مسیح میں اور مسیح کے وسیلے سے پوری ہو رہی ہے (مکاشفہ 1:6؛ عبرانیوں 13:15)۔ خدا کا مقصد پورا ہو گیا: عورتیں اور مرد اب خدا کے کاہن ہیں۔**

ہماری زندگی، صرف مردوں کی نہیں بلکہ مردوں اور عورتوں کی، خدا کے لیے ایک زندہ قربانی ہو – ساری زندگی ایک کاہنانہ خدمت ہے (رومیوں 12:1-2)۔

11 کیا بہنیں بزرگ ہو سکتی ہیں؟

اگر بہنوں کے لیے نہ تو خاموش رہنے کا کوئی عمومی حکم ہے اور نہ تعلیم دینے کی کوئی عمومی ممانعت، تو کیا وہ کلیسیا کی خواتین بزرگ ہو سکتی ہیں؟

بعض کلیسیاؤں میں باقاعدہ کلیسیا کے بزرگ ہوتے ہیں، اور کلیسیا کا ہر رکن جانتا ہے کہ کون بزرگ ہے۔ کچھ کلیسیائیں صرف بزرگوں کی خدمت کی بات کرتی ہیں، جس سے اصولی طور پر کوئی فرق نہیں پڑتا جب بات ان کے کاموں کی ہو: تعلیم دینا، گلے کی حفاظت اور راہنمائی کرنا، دیکھ بھال، نگرانی اور روحانی نگہداشت کرنا۔

ہر انسان اپنے زمانے کی پیداوار ہوتا ہے، سوائے اس کے کہ وہ بالکل الگ تھلگ رہا ہو۔ زمانے بدلتے ہیں، کبھی کبھی بہتری کی طرف۔ میں اس سے کیا کہنا چاہتا ہوں؟ یہ کہ نئے عہدنامے کے خطوط ایک ایسے زمانے میں لکھے گئے جب پدرسری نظام معاشرے کا بنیادی ڈھانچا تھا۔ عورت کو مرد سے کم صلاحیت والی اور کم تر سمجھا جاتا تھا، اور نتیجتاً وہ عوامی زندگی میں موجود نہیں تھی۔ عورتوں کو ووٹ کا حق نہیں تھا۔ ٹھیک یہی امتیازی سلوک، چاہے چھوٹے پیمانے پر ہو یا بڑے پیمانے پر، گناہ میں گرنے کے ذریعے آیا۔

ہم نے دیکھا ہے **کہ یسوع اور پولس نے خود کو زمانے کے رجحان کے مطابق نہیں ڈھالا، بلکہ عورتوں کو وہ عزت دی جو خدا کی صورت رکھنے والی ہونے کے ناتے ان کا حق ہے۔** اس کے باوجود رسولوں اور ان کے ہم خدمتوں نے، جہاں تک ہم جانتے ہیں، غالباً صرف مرد بزرگ مقرر کیے۔ یہ بالکل قابل فہم ہے۔ **انہیں اسی سے شروع کرنا تھا جو موجود تھا، وہاں سے جہاں لوگ اپنی ثقافت میں رہتے تھے، نہ کہ وہاں سے جہاں انہیں دیکھنا پسند ہوتا۔** لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی رہنا لازم ہے یا رہنا

چاہیے۔ کرنتھس کی فیبے (رومیوں 16:1) صرف ایک استثنا ہے جو پولس کے زمانے میں بھی ممکن تھا۔ قیادت بذات خود مردوں کا کام نہیں۔ بلکہ بڑے پیمانے کے ایسے مطالعے بھی ہیں جو دکھاتے ہیں کہ عورتیں بہتر قائد ہوتی ہیں۔ اس کا فیصلہ میں نہیں کر سکتا، لیکن اس سے اصولی طور پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ عورتوں میں کسی قسم کی ذہنی یا فکری کمی نہیں۔

لیکن نیا عہدنامہ کیا کہتا ہے؟ اس سوال کے بارے میں 1-تیمتھیس 3:1 میں ایک اہم اشارہ ہے جس پر تقریباً دھیان ہی نہیں دیا جاتا:

یہ بات سچ ہے کہ جو شخص نگہبان کا عہدہ چاہتا ہے وہ اچھے کام کی خواہش کرتا ہے۔

یہ آیت براہ راست اس حصے کے بعد آتی ہے جس میں ایک عورت کے غلط تعلیم دینے اور حکم چلانے کی بات تھی۔ **یہ آیت کوئی نیا حصہ شروع نہیں کرتی، بلکہ 2:8-15 کا اختتام ہے۔** اصل تحریروں میں حصے، آیتوں کے نمبر اور سرخیاں نہیں تھیں۔ باب 3 کی آیت 1 کا تعلق 2:11-15 کی عورت یا عورتوں سے ہے۔ یہاں یہ نہیں لکھا کہ اگر کوئی مرد ایسی خدمت کا خواہاں ہو۔ اس کا مطلب اتنا ہی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی عورت یا کچھ عورتیں ایسی خدمت کی خواہش رکھیں۔ **لفظ "جو شخص" غیر جانب دار ہے، نہ مذکر نہ مؤنث۔**

پولس چاہتا تھا کہ عورتیں دوسروں کو سکھانے سے پہلے خود سیکھیں۔ اور سیکھ لینے کے بعد بھی حاکمانہ انداز میں تعلیم دینے کی اہلیت اپنے ہاتھ میں نہ لے لیں۔ تب وہ اس نگہبان یا بزرگ کی خدمت میں داخل ہو سکتی تھیں یا اس کے لیے بلائی جا سکتی تھیں۔ ضروری پختگی اور اہلیت کے ساتھ یہ خدمت ان کے لیے کھلی تھی (صرف اس صورت میں نہیں جب مرد موجود نہ ہوں)۔ پولس یہاں عورتوں کے لیے دروازہ کھولتا ہے، اور ایسی عورتوں کو بہت پہلے سے اپنی ہم خدمت کے طور پر جانتا تھا۔

پھر ضروری اہلیتیں آتی ہیں۔ ان سے پتا چلتا ہے کہ یقیناً مرد بھی یہ خدمت انجام دیں۔ مرد صرف ایک بیوی رکھیں۔ جو عورتیں بزرگ بننا چاہتی تھیں، ان پر بھی یہی بات لاگو تھی۔ **فہرست کے شروع سے ضمیریں غیر جانب دار ہیں۔ "ایک بیوی کا شوہر" اس زمانے میں ازدواجی وفاداری اور یک زوجگی کے لیے ایک محاورہ تھا، نہ کہ اس مطالبے کے لیے کہ صرف مرد ہی بزرگ ہو سکتے ہیں۔**

اس زمانے میں مرد pater familias کی حیثیت سے گھر کے سربراہ ہوتے تھے۔ اس میں اچھا ہونا ان اہلیتوں میں سے ایک تھا جو عورتوں پر بھی اسی طرح لاگو ہو سکتی تھی (1-تیمتھیس 5:14 – گھر کا انتظام کرنا)۔ پولس اپنے خطوں میں یہ سب خوبیاں عورتوں سے بھی مانگتا ہے۔ نہ یہ اہلیتیں اور نہ نگہبان کا عہدہ بذات خود صرف مردوں کا کام ہیں۔

عورتیں بھی اس اچھے کام کی خواہش کر سکتی ہیں!

ڈیکن کی خدمت کے بارے میں بحث کم ہے: آیت 11 دکھاتی ہے کہ عورتیں بھی خاتون ڈیکن ہوں۔

عورتوں کو کلیسیا کی قیادت سے باہر رکھنا اپنے آپ کو نقصان پہنچانا ہے (افسیوں 5:29)۔ افسوس، بہنوں کو قیادت کے حلقوں اور "بھائیوں کی مجلسوں" سے باہر رکھنے کا نتیجہ یہ بھی نکلا کہ اکثر کم اہل یا نااہل مرد کلیسیاؤں کی قیادت میں آ گئے۔ اس سے جو نقصان ہوا، اسے یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

روح القدس مردوں اور عورتوں کو قیادت اور سربراہی کی نعمت بخشتا ہے (1-کرنتھیوں 12:28؛ رومیوں 12:8)۔ آئیے، ہم ایسی عورتوں کو تلاش کرنا، انہیں آگے بڑھانا اور انہیں ایسی خدمتوں کے لیے دعوت دینا شروع کریں۔ ایک پہلا، آسان قدم یہ ہوگا کہ قیادت کی میٹنگیں مرد راہنماؤں کی بیویوں کے ساتھ مل کر کی جائیں۔

اگر پطرس اور پولس کی رائے یہ ہے کہ کلیسیا کی قیادت صرف مردوں کے لیے مخصوص ہے، تو قیادت کی نعمتوں کے بارے میں ان کی تعلیمات مردوں اور عورتوں دونوں سے کیوں مخاطب ہیں، اور وہ یہ پابندی واضح کیوں نہیں کرتے؟ روحانی نعمتوں کے بارے میں تعلیمات دکھاتی ہیں کہ نئے عہد میں کلیسیا کی قیادت کے معاملے میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں۔

اس بات سے بھی کوئی تضاد پیدا نہیں ہوتا کہ یسوع نے اپنی نئی تحریک کے بانی رسولوں کے طور پر بارہ رسول چنے۔ ہاں، وہ سب یہودی، آزاد اور مرد تھے۔ **لیکن اس نے انہیں ایک عبوری دور میں مقرر کیا، نئے عہد کے آغاز سے پہلے۔ اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے بانیوں کی طرز پر وہ یسوع کے پیروکاروں کے طور پر خدا کی قوم کی بحالی کی علامت تھے۔**

یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ پنتکست کے بعد، روح کے دور میں، بعد میں آنے والے کلیسیائی راہنما غیر یہودی یا غلام ہو سکتے تھے۔ یہ بات کہ وہ بارہ یہودی اور آزاد تھے، ایسے راہنماؤں کے خلاف کوئی دلیل نہیں۔ اسی طرح بارہ رسولوں کا مرد ہونا اس کے خلاف کوئی دلیل نہیں کہ بعد کے راہنما عورتیں ہو سکتی تھیں۔

اگر رسولوں کے نزدیک یہ اہم ہوتا کہ قیادت کی خدمت میں عورتوں کا کوئی کام نہیں، تو وہ یہ کہہ دیتے۔ لیکن کہیں بھی عورتوں کو باہر رکھنے کا اشارہ تک نہیں ملتا۔

آخر میں اس اعتراض کے بارے میں کہ یہ سب کچھ سب کو ایک جیسا بنا دینا اور مرد اور عورت کے تخلیقی فرق کو مٹا دینا ہے۔ میں اس کی صاف تردید کرتا ہوں، کیونکہ آدم کے ساتھ کوئی دوسرا آدم نہیں، بلکہ ایک حوا رکھی گئی۔ جو آدم کے پاس نہیں، وہ حوا کے پاس ہے۔ مل کر وہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں، درجہ بندی یا مرتبے کے لحاظ سے کسی کو کسی کے ماتحت یا بالاتر کیے بغیر۔

مرد اور عورت کے فرق ناقابل انکار اور واضح ہیں۔ لفظ "ایگیلیٹیرین"، یعنی مرد اور عورت کی برابری، اس بحث میں زیادہ مفید نہیں۔ یہاں بات یہ نہیں کہ مرد ہونا عورت ہونے سے کس طرح مختلف ہے اور اس کے برعکس، بلکہ یہ کہ مرتبے کے ایک ایسے غیر بائبلی فرق کو خارج کیا جائے جس کے ذریعے کلیسیا میں عورت کے کام کو محدود یا بالکل روک دیا جاتا ہے۔ **عورتوں کے کام کو محدود کرنے کا مطلب آخرکار روح القدس کی مخالفت کرنا ہے۔**

12 سر ڈھانکنا – کیا آج بھی؟

نام نہاد سر ڈھانکنا نئے عہدنامے میں صرف 1-کرنتھیوں 2:11-16 میں آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کرنتھس میں یہ ایک متنازعہ موضوع تھا۔ یہاں بھی ہم خط پانے والوں کے پس منظر کو نہیں جانتے۔ کرنتھیوں نے اس بارے میں پولس کا لکھا ہوا ہر جملہ سمجھ لیا ہوگا۔ میری وضاحت کی کوشش بہت سی کوششوں میں سے ایک ہے۔ ہمارے لیے یہ ایک مشکل متن رہتا ہے۔ اسے سمجھنے کے لیے،پیاری بہن، اگر آپ سر ڈھانکتی ہیں تو براہ کرم ایک بار خود اس حصے سے اس کی وجہ اپنے لیے واضح کیجیے۔ **آپ کیوں، کہاں اور کب سر ڈھانکتی ہیں (اگر یہ بات آپ پر صادق آتی ہے)؟**

یہاں مقصد یہ ہے کہ پولس کے اس متن کو، جو ہمیں نہیں بلکہ ہمارے لیے لکھا گیا، عمل میں لایا جائے اور اس سوال کا جواب دیا جائے: کیا یہ آج لازم ہے، اور اگر ہے تو کس طرح؟

اس حصے کی اکثریوں وضاحت کی جاتی ہے: مرد یا شوہر عورت کا سر ہے اور اسے تخلیق کے لحاظ سے قیادت کا کردار حاصل ہے۔ عورت یا بیوی دعا اور نبوت کرتے وقت سب کے سامنے اس کا اظہار اس طرح کرتی ہے کہ اس کے سر پر کچھ ہوتا ہے، یعنی سر کا ڈھکنا (آج: دوپٹہ، ٹوپی، نقاب وغیرہ)۔ ڈھانکنے کے لیے کون سا لباس مراد ہے، یہ واضح نہیں۔ غالباً ضرورت کے وقت اوپر کے لباس کا لمبا سرا سر کے گرد اور سر کے اوپر ڈال لیا جاتا تھا۔

پہلا سوال یہ ہے کہ سر ڈھانکنا کہاں ضروری ہے: عبادت میں یا عبادت سے باہر؟ بات یہ ہے کہ بہنیں **کہاں** دعا اور نبوت کرتی ہیں۔ ایک پچھلے باب (باب 8) میں میں نے کہا تھا کہ اس کا تعلق عبادت ہی سے ہونا چاہیے، یعنی اس جگہ سے جہاں مرد اور عورتیں مل کر دعا اور نبوت کرتے ہیں۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ پولس عورتوں کو سر ڈھانکنے کی تاکید کرتا ہے کیونکہ وہ یا ان میں سے بعض اب ایسا نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ آیت 10 کی بنیاد پر میں اسے الٹا دیکھوں گا: **کچھ مرد تھے جو مطالبہ کرتے تھے کہ عورتیں سر سے اپنا ڈھکنا اتار دیں۔** یا تو ایک نئی مسیحی آزادی کے طور پر، یا غیر اخلاقی مقاصد سے، یعنی کلیسیا کی عورتوں اور ان کے بالوں کو اس طرح دیکھ سکنے کے لیے جیسا ورنہ ممکن نہیں تھا یا بمشکل ممکن تھا۔ **اس لیے پولس عورتوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور سب عورتوں کو یہ حق دیتا ہے (آیت 10) کہ وہ سر ڈھانک سکیں۔** البتہ یہ ضروری نہیں کہ اس سوال کا جواب دیا جائے کہ اب کون کیا مطالبہ کر رہا تھا۔

اس کے لیے یہ جاننا چاہیے کہ اس زمانے میں یونانی کرنتھس اور رومی سلطنت میں سر ڈھانکنے کا کیا کردار تھا۔ شادی شدہ عورتیں عوامی جگہوں پر ہمیشہ سر ڈھانکتی تھیں، صرف عبادت میں نہیں۔ یہ ایک ایسی شادی شدہ عورت کے طور پر ان کی عزت کا حصہ تھا جو دوسرے مردوں کے لیے دستیاب نہیں تھی۔ طوائفوں اور غلام عورتوں کے برعکس، جو سر نہیں ڈھانکتی تھیں۔ غلام عورتوں کے لیے یہ ممنوع تھا۔ سر ڈھانکنا، غالباً نقاب جیسی ایک اوڑھنی، ایک طرف حفاظت تھا اور دوسری طرف شوہر کے ساتھ وفاداری کی علامت۔ یہ ایک سماجی عزت تھی جس کا اظہار اس ڈھکنے سے ہوتا تھا۔ **سر ڈھانکنے کے سلسلے میں تابع داری کا سوال اہم نہیں تھا۔ اس قدیم ثقافت میں عورتیں ویسے بھی تابع تھیں۔ سر ڈھانکنا تابع داری کی نہیں بلکہ نسبت کی علامت تھا، یعنی اپنے شوہر سے نسبت کی۔ تابع داری کرنتھیوں کے اس متن کا موضوع نہیں۔** جو بات کرنتھس میں اور اس زمانے میں تقریباً ہر جگہ اچھا سماجی رواج تھی، وہ آج بھی اسلامی ملکوں میں ہے، لیکن ہمارے ہاں مغرب میں اب نہیں۔ سر ڈھانکنے جیسی علامتیں صرف وہیں معنی رکھتی ہیں جہاں معاشرہ اور اس کی ثقافت جانتی ہو کہ ان کا مطلب کیا ہے۔

پولس آیت 10 میں سر ڈھانکنے کے معاملے کو طے کرنے کے لیے ایک واضح بات کہتا ہے – **دھیان دیجیے، اصل متن میں سر پر اختیار یا قدرت کی کسی علامت رکھنے کا کوئی ذکر نہیں** (یعنی سر کے ڈھکنے کا)۔ درست ترجمہ یوں ہے:

اس لیے فرشتوں کے سبب سے عورت کو اپنے سر پر اختیار رکھنا چاہیے۔

یہ آیت دکھاتی ہے کہ شاید یہ مطالبہ سامنے رکھا گیا تھا کہ اب سر ڈھانکنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ پولس اب کہتا ہے: عورت خود فیصلہ کر سکتی ہے کہ وہ سر ڈھانکے یا نہیں۔ اور یہ کلیسیا کی سب عورتوں کے لیے ہے۔ ان غیر شادی شدہ، آزاد کی گئی، غلام اور طوائف عورتوں کے لیے بھی جو ایمان لائیں۔ پولس ہر عورت کو یہ عزت دیتا ہے کہ وہ کلیسیا میں یا عبادت میں سر ڈھانکے۔ جسے ایک دن فرشتوں کا انصاف کرنے کی عزت ملی ہے (1-کرنتھیوں 6:3)، وہ یقیناً اس معاملے کا خود فیصلہ کر سکتی ہے۔

یوں پولس اس سوال کا جواب بھی دیتا ہے جو ہم اکیسویں صدی میں اس متن کو پڑھتے وقت پوچھتے ہیں: ہر عورت خود فیصلہ کرتی ہے کہ سر ڈھانکنا اس کے لیے مناسب ہے یا نہیں۔ نہ اس کا شوہر، نہ کلیسیا کی قیادت کے مرد۔ آج عبادت میں سر ڈھانکنا باہر کے لوگوں کے لیے زیادہ تر الجھن کا باعث بنتا ہے۔ یہ اس کے بالکل برعکس ہوگا جو یہ کرنتھس میں کرتا تھا۔ آج سر ڈھانکنا لفظ کے حقیقی معنوں میں فرسودہ ہے۔

ثقافتی اور زمانی تبدیلیوں کے برعکس اس متن سے یہ باتیں ہر زمانے کے لیے باقی رہتی ہیں:

- **سر کا مطلب سربراہ، راہنما یا کسی پر اختیار نہیں، بلکہ ابتدا اور سرچشمہ ہے۔**
- مسیح بطور سر مرد کی قابل عزت ابتدا ہے (اس کے خالق کے طور پر)؛ مرد (آدم) بطور سر عورت (حوا) کی قابل عزت ابتدا ہے؛ اور خدا بطور سر مسیح کی قابل عزت ابتدا ہے (اس کے مجسم ہونے میں)۔

- **مرد اور عورتیں عبادت میں دعا کرتے اور نبوت کرتے ہیں۔**
- ہر ایک اپنے قابل عزت سر کی، جو اس کے وجود کا سرچشمہ اور ابتدا ہے، عزت کرتا ہے، خاص طور پر عزت اور شرم کی ثقافت میں۔ شرم اور بے عزتی کا تعلق خدا سے نہیں بلکہ ثقافت سے ہے۔
- **مرد اور عورت کا فرق پہچان میں آتا رہنا چاہیے۔**
- مرد اور عورت ایک دوسرے پر منحصر ہیں، وہ کسی درجہ بندی یا قدر و مرتبے کے فرق کے بغیر ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔
- **خدا کا جلال اور عزت سب سے آگے ہے۔ عبادت میں کوئی چیز توجہ کو خدا سے نہ ہٹائے۔**
- پولس جنس کے اس موضوع کو ایک جملے میں سمیٹتا ہے، جو برابر درجے کو دو ٹوک بیان کرتا ہے، جیسا کہ وہ جمع شدہ کلیسیا میں، عبادت میں، بھی لاگو ہوتا ہے:
- کیونکہ جیسے عورت مرد سے ہے ویسے ہی مرد بھی عورت کے وسیلہ سے ہے مگر سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں۔ [1-کرنتھیوں 11:12]

اس پیچیدہ حصے میں یقیناً اس ایک آیت 10 (یا 12) سے کہیں زیادہ ہے، جو بالکل حصے کے درمیان میں ہے۔

اس لیے، جیسا 1-تیمتھیس 2 کے ساتھ کیا گیا، اب میری طرف سے پورے حصے کا وضاحتی ترجمہ آتا ہے، جیسے میں اسے مختصراً سمجھاؤں گا:

اے کرنتھس کے لوگو! میرے لیے یہ اہم ہے کہ آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہر مرد کی ابتدا، یعنی اس کا سر، مسیح ہے، یعنی مسیح موعود۔ اسی کے وسیلے سے آدم اور اس کے

ساتھ سب مرد پیدا کیے گئے۔ اور مرد ہونے کے ناتے آپ کی نسبت اسی سے ہے۔

عورت کا سر مرد ہے۔ اس کے پہلو سے حوا بنائی گئی، تاکہ اس کے ساتھ مل کر ایک ہو جائے۔ مرد سر، عورت بدن۔ مرد اس کی ابتدا ہے اور اس کی نسبت بھی مرد سے ہے،.بیوی کے طور پر، مدد اور تکمیل کے لیے۔

یہی رشتہ ہم مسیح میں بھی دیکھتے ہیں۔ اس کا سر خدا ہے۔ جب مسیح انسان بنا تو وہ خدا سے پیدا ہوا – خدا کا بیٹا، جو اس کے برابر ہے۔

اگر کرنتھس میں کوئی مرد مجمع میں بلند آواز سے دعا یا نبوت کرتا ہے اور اس کا سر ڈھکا ہوا ہے تو یہ بے عزتی کی بات ہے۔ وہ اپنے آپ کو عزت دیتا ہے، مسیح کو نہیں جو اس کا سر ہے۔ کیونکہ بت پرست بتوں کے لیے قربانی چڑھاتے وقت اپنا سر ڈھانکتے ہیں۔ ننگے سر مرد عاجزی دکھاتا ہے اور اندیکھے مسیح کو عزت دیتا ہے۔

عورتوں کے ساتھ معاملہ الٹا ہے۔ جو عورتیں مجمع میں دعا اور نبوت کرتی ہیں اور سر نہیں ڈھانکتیں، وہ اپنے سر کو شرمندہ کرتی ہیں۔ وہ اپنی اور اپنے شوہر کی، یعنی اپنے سر کی، بے عزتی کرتی ہیں۔ کیونکہ کھلے بالوں سے وہ توجہ خدا اور مسیح کے بجائے اپنی طرف کھینچتی ہیں۔

اگر کوئی مطالبہ کرتا ہے کہ عورتوں کو سر ڈھانکنے کی ضرورت نہیں، تو وہ اس بات کو آخر تک نہیں سوچتا۔ کیونکہ آپ جانتے ہی ہیں کہ کرنتھس میں ننگے سر والی عورت ایسی سمجھی جاتی ہے جیسے اس کا سر منڈا ہوا ہو، اور وہ ایسی عورت کی مانند ہے جو جسم فروشی کرتی ہے یا جنسی تعلق کی تلاش میں ہے۔ اگر وہ عوامی جگہوں پر اپنے آپ کو نہیں ڈھانپتی یا سر نہیں ڈھانکتی، تو منطقی طور پر اسے اپنے بال بھی کٹوا لینے چاہییں یا سر بالکل منڈوا لینا چاہیے۔

میں جانتا ہوں کہ آپ اپنے مطالبے سے یہ مقصد حاصل نہیں کرنا چاہتے ! لیکن جس معاشرے میں آپ رہتے ہیں، اس میں یہی نتیجہ ہوگا ! اس لیے ان لوگوں کے لیے ٹھوکر کا باعث بننے کا

خطرہ مول نہ لیجیے جو آپ کے پاس آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آپ کے ہاں عوامی جگہوں پر سر ڈھانکنے کا عام رواج رد کیا جا رہا ہے۔

مرد عبادت میں، خدا کی حضوری میں، اپنا سر نہ ڈھانکیں۔ کیونکہ مرد خدا کی صورت اور اس کے جلال کا عکس ہے۔ عورت بھی خدا کی صورت ہے، لیکن اس کے علاوہ وہ مرد کے جلال کا عکس بھی ہے۔ اس کی خوب صورتی اس کے شوہر کی خوب صورتی ہے، جس میں سے وہ بنائی گئی اور جس کے ساتھ وہ ایک ہے۔

وہ اس کا جلال کیسے بن گئی؟ یقیناً اس لیے نہیں کہ مرد اس میں سے بنایا گیا، بلکہ اس لیے کہ وہ مرد میں سے، اس کے پہلو سے بنائی گئی۔ اور وہ مرد کا جلال اس لیے نہیں کہ مرد اس کی خاطر بنایا گیا، بلکہ اس کے برعکس۔ وہ مرد کی خاطر بنائی گئی، کیونکہ وہ اکیلا تھا اور اسے مدد کی ضرورت تھی۔

اسی لیے، کیونکہ عورت کی اتنی قدر ہے اور وہ مرد کے لیے اتنی بڑی برکت ہے، اسی لیے وہ اپنے سر کے بارے میں خود فیصلہ کرے اور خود اختیار رکھے کہ اسے ڈھانکے۔ کوئی اسے اس کا حکم نہیں دے سکتا۔ نہ اس کا شوہر اور نہ کلیسیا کے راہنما اسے یہ حکم دے سکتے ہیں کہ وہ سر نہ ڈھانکے (یا ڈھانکے)۔ وہ ایک دن فرشتوں کا انصاف بھی کرے گی - تو وہ اس معاملے میں یقیناً فیصلہ کر سکتی ہے اور اسے فیصلہ کرنے کا حق ہے۔

البتہ عورت اپنی خودمختاری اور فیصلے کی آزادی میں یہ دھیان رکھے کہ وہ اپنے شوہر سے بےنیاز نہیں۔ وہ مرد کے بغیر موجود نہیں اور مرد بھی عورت کے بغیر موجود نہیں۔ خدا کا خیال ہمیشہ مرد اور عورت کا ساتھ اور مل جل کر رہنا تھا۔ سر اور بدن کی یگانگت میں وہ مل کر، ہم آہنگی سے، ایک دوسرے کے تابع رہتے ہوئے، ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہوئے عمل کرتے ہیں۔

اس کا کیا مطلب ہے کہ ایک دوسرے کے بغیر موجود نہیں؟ ایک بار پھر پہلے انسانی جوڑے کی تخلیق کو یاد کیجیے۔ شروع میں عورت مرد میں سے نکلی۔ اس کے پہلو سے۔ وہ اس کے پاس لائی گئی، تاکہ پھر سے اس کے ساتھ ایک تن ہو۔ لیکن آگے سوچیے: اس وقت سے ہر مرد عورت سے پیدا ہوتا ہے۔ مرد کے بغیر کوئی عورت نہ ہوتی اور عورت کے بغیر کوئی مرد نہ ہوتا۔ دونوں برابر عزت والے، برابر قدر و قیمت والے اور برابر حیثیت والے ہیں، اپنے فرق میں ایک دوسرے کی کامل تکمیل۔ یہ سب خدا کا خیال تھا۔ وہی وہ سر ہے جس سے یہ سب نکلا ہے۔

اس کے پیش نظر میں آپ سے پوچھتا ہوں: کیا یہ مناسب ہے کہ کوئی عورت سب کے سامنے، لیکن بغیر نقاب اور ننگے سر خدا سے دعا کرے؟ نہیں، آپ اتفاق کریں گے، کرنتھس اور رومی سلطنت کے رواجوں کو دیکھتے ہوئے یہ مناسب نہیں۔ کچھ رسم و رواج ایسے ہوتے ہیں جو لوگوں کے لیے قدرتی قوانین کی طرح ہوتے ہیں۔ اگر کوئی مرد عام رواج کے خلاف لمبے بال رکھے تو اسے شرم کی بات سمجھا جاتا ہے۔ یہاں بھی عورتوں کے ساتھ معاملہ بالکل الٹا ہے۔ عورتوں کے لمبے بال ان کا جلال ہیں، ان کا قدرتی سنگھار، جیسے ایسے ہی دیکھا جاتا ہے۔ لمبے بال اسے ایک خوب صورت نقاب یا اوڑھنی کی طرح دیے گئے ہیں، تاکہ وہ مرد کا جلال ہو۔

یہ سنگھار، جو مردوں کو اتنا دلکش لگتا ہے، اسے مجمع میں ڈھانکنا چاہیے۔ یہ اس جلال کے ساتھ نمایاں ہونے کی جگہ نہیں، بالکل اسی طرح جیسے مرد کو ننگے سر سے اپنی عاجزی ظاہر کرنی چاہیے۔ کیونکہ بات خدا اور مسیح کی عزت اور جلال کی ہے۔

اگر کرنتھس میں کوئی اس بارے میں بحث کرنا چاہتا ہے اور سر ڈھانکنے کے اس رواج پر سوال اٹھاتا ہے، تو وہ خود سمجھ لے کہ ایسا کہیں بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح نہیں، جیسے آپ

عورتوں کو سر نہ ڈھانکنے کا حکم دینا چاہتے ہیں۔ کوئی کلیسیا ایسا نہیں کرتی، اس لیے اسی پر قائم رہیے جو سر ڈھانکنے کے بارے میں عام طور پر رائج اور باعزت ہے اور جس سے کسی کو ٹھوکر نہیں لگتی۔

13 مرد بطور سر-یک طرفہ تابع داری؟

پولس اور پطرس کم از کم سات بار بیویوں سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے شوہروں کے تابع رہیں، اس وقت بھی جب شوہر ایمان دار نہ ہوں اور محبت سے پیش نہ آئیں۔ اس زمانے میں یہ بالکل عام بات تھی، کوئی نئی بات نہیں تھی، کہ عورتوں کو ایسا رویہ رکھنا پڑتا تھا۔ شوہر گھر کا مالک تھا۔ وہ حکومت کرتا تھا اور سب اس کے تابع تھے:بیوی (یا بیویاں)، بچے، غلام اور گھر کے دوسرے رہنے والے۔ عظیم فلسفی ارسطو نے قدیم زمانے میں گھر کو اسی طرح ترتیب دیا تھا، اوپر سے نیچے تک، واضح درجہ بندی کے ساتھ۔ اسی طرح زندگی گزاری جاتی تھی، اسی سے سلطنت اور قدیم معاشرے کو استحکام اور نظم ملتا تھا۔ اس سے ہٹنا برداشت نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ بائبل کا مثالی نمونہ نہیں تھا، کیونکہ یہ نظام مرد اور عورت کو بغیر درجہ بندی کے ہم پلہ ساتھیوں کے طور پر بیان نہیں کرتا۔ لیکن حالات ویسے ہی ہو گئے تھے جیسے گناہ میں گرنے کے بعد پہلے سے بتایا گیا تھا (پیدائش 3:16)۔ ٹھیک اسی سماجی ڈھانچے سے پوری رومی سلطنت میں خوشخبری کا سامنا ہوتا ہے۔

تابع داری پر اتنا زور کیوں دیا جاتا ہے، اور کیا یہ آج بھی اسی طرح لاگو ہے؟ بہت سی عورتوں کو اپنا کردار مشکل سے قابل برداشت لگتا تھا، اور اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ جہاں تک ممکن تھا، حالات سے سمجھوتا کر لیتی تھیں۔ وہ اکثر اپنے شوہر سے بہت کم عمر ہوتی تھیں، وہ اس کی ملکیت تھیں، ان کی کوئی آواز نہیں تھی، آزادی بہت کم تھی اور حقوق کوئی نہیں تھے۔ محبت کی شادی ہوتی ہی نہیں تھی ! تابع داری خوشی سے زیادہ بوجھ اور مجبوری تھی۔ اب، یسوع کا اقرار کرنے والی ہونے کے ناتے، ان کا یسوع مسیح کے ساتھ ایک زندہ رشتہ قائم ہو گیا ہے۔ اب وہ اس کے ساتھ جیتی ہیں اور سیکھ سکتی ہیں کہ دل سے اپنے شوہروں کے ایسے تابع رہیں جیسے خداوند کے۔ جو آزادی خوشخبری نے انہیں دی تھی،

اور جو عزت اس نے انہیں عورت کے طور پر واپس دی تھی، ضروری نہیں تھا کہ وہ اپنے شوہروں کے خلاف بغاوت کا سبب بنے۔ رسول اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ اس رویے کی وجہ سے اس زمانے کے معاشرے میں خوشخبری بدنام نہ ہو۔

اس قدیم دنیا میں شوہر گھر کے مالک ہونے کی حیثیت سے عورت کے سر نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا، یہ بائبل کا مثالی نمونہ نہیں، بلکہ زندگی کی حقیقت ہے جس پر مزید کوئی فیصلہ نہیں دیا جاتا۔ لیکن اس کی نئی تعریف کی جاتی ہے۔ کیونکہ نئے عہدنامے میں کہیں بھی مردوں کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اچھی طرح انتظام چلائیں یا دانائی سے حکومت کریں۔ خداوند یسوع مسیح کے نمونے کے تحت سر ہونے کو ایک نئی تعریف ملتی ہے (افسیوں 5:21-33): سر، یعنی شوہر، اپنی بیوی سے اپنی مانند محبت رکھے، اپنے آپ کو قربان کر دینے کی حد تک محبت رکھے۔ وہ اس کی پرورش اور دیکھ بھال کرے۔

جب یہ الفاظ گھر میں جمع ہونے والی کلیسیا کے سامنے پڑھے جاتے تو قدیم گھر کا ہر رہنے والا براہ راست مخاطب ہوتا تھا۔ یہی بات غیر معمولی تھی۔ لیکن صرف یہی نہیں، کیونکہ پولس مردوں سے جو مانگتا تھا، وہ انقلابی تھا۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ، بچوں اور غلاموں کے ساتھ ایسا رویہ گھر کے پدرسری ڈھانچے کو ایک طرح کے محبت بھرے پدرسری نظام میں بدل دیتا تھا۔ اوریوں مرد اور عورت کا تعلق اس کے قریب آنے لگا جو خدا شروع میں چاہتا تھا۔ اس زمانے کے سماجی ڈھانچوں پر حملہ کیے بغیر۔ اس سے خوشخبری کو انتہائی نقصان پہنچتا۔ گری ہوئی دنیا کے یہ پختہ ڈھانچے مسیح کی محبت کے ذریعے اندر سے کھوکھلے کیے جاتے ہیں، نرم کر دیے جاتے ہیں اور بدل دیے جاتے ہیں۔

یہی بات ایمان لانے والے غلاموں پر بھی لاگو تھی۔ انہیں اپنے مالکوں کے تابع رہنا تھا۔ آج کسی کو یہ خیال نہیں آئے گا کہ رسولوں کے ان الفاظ سے غلامی کو جائز ٹھہرائے۔

مسیحیوں نے انیسویں صدی تک یہ بھی کیا۔ قدیم زمانے میں غلامی معاشرے کا ایک پختہ اور بنیادی حصہ تھی۔ ہمارے لیے آج یہ تصور سے باہر ہے۔ غلامی کبھی خدا کی مرضی نہیں تھی- یہ انسانیت کی توہین ہے۔ اس کے باوجود ایمان لانے والے غلام سے اب کہا جاتا ہے کہ وہ دل سے خدمت کرے، گویا وہ خداوند کی خدمت کر رہا ہو۔ اسی طرح مالکوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے غلاموں کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں، خاص طور پر اس لیے کہ اب ان میں سے بہت سے ان کے بھائی تھے۔ مسیح میں اب نہ آزاد تھے نہ غلام۔

یہ بات کہ رسولوں نے قدیم گھر کے نظام کو اس ترتیب میں (شوہر،بیوی، بچے، غلام) مخاطب کیا، واضح کرتی ہے کہ یہ ہدایات ہمیں نہیں بلکہ ہمارے لیے لکھی گئی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ آج ہمارا سماجی ڈھانچا نہ غلامی کو جانتا ہے، نہ قدیم گھر کو اس کے pater familias کے ساتھ، یعنی گھر کے حکومت کرنے والے باپ کے ساتھ۔ قانون کی نظر میں مرد اور عورت برابر کے حقوق والے ہیں۔ اور اس کے لیے ہم صرف شکرگزار ہو سکتے ہیں۔ آج بہت سے مشترکہ رہائشی گھر ہیں، اکیلے رہنے والوں کے بہت سے گھر اور بوڑھوں کے گھر ہیں، جو اس زمانے میں نہیں تھے، اور اسی لیے ان کے بارے میں رسولوں کی کوئی ہدایات بھی نہیں ہیں۔

پولس واضح کرتا ہے کہ گھر کا حاکم pater familias نہیں، بلکہ مسیح سب کا خداوند ہے۔ سب سے پہلے سب اسی آسمانی خداوند کے سامنے جواب دہ ہیں۔

اب ہم ان ہدایات کا کیا کریں؟

ایک عام خیال یہ ہے کہ عورت کی تابع داری تخلیق کی ترتیب میں جڑی ہوئی ہے۔ لیکن واحد اچھی ترتیب وہی ہے جو گناہ میں گرنے سے پہلے تھی۔ بغیر درجہ بندی کے، بغیر مرد کے سر ہونے کے اور بغیر عورت کی یک طرفہ تابع داری کے۔ گناہ میں گرنے کے بعد ہی وہ بےترتیبی پیدا ہوئی جس میں مرد ناجائز طور پر اور بغیر کسی اختیار نامے کے عورت پر حکومت کرتا ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ہمیشہ اور اصولی طور پر برا تھا، لیکن کوئی بھی اسے واپس نہیں چاہے گا، بالکل غلامی کی طرح۔ اس لیے ہمیں بائبل کے ان الفاظ کو واقعی ان کے تاریخی پس منظر کی روشنی میں سمجھنا ہوگا۔

اس کا مطلب یہ نہیں، جیسا کہ جلدی سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے، کہ خدا کے کلام کو اب سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا۔ اس کے برعکس، اگر تابع داری اور محبت کی یہ ہدایات اسی طرح جی جائیں تو یہ الٰہی مثالی نمونے کے مطابق ہے۔ لیکن ایک بہتر راستہ ہے، جو پولس اور پطرس خود تجویز کرتے ہیں۔ پولس ایک دوسرے کے تابع رہنے کی بات کرتا ہے (افسیوں 5:21) اور پھر شادی کے رشتے کو ایک مثال کے طور پر پیش کرتا ہے جہاں اس پر عمل ہوتا ہے۔ **درحقیقت بیوی کو بھی اپنے شوہر سے محبت رکھنی چاہیے، اگرچہ نئے عہدنامے میں یہ صرف ایک ہی بار کہا گیا ہے۔ اور بالکل اسی طرح شوہر کو بھی اپنی بیوی کے تابع رہنا چاہیے۔ پطرس یہی کہتا ہے جب وہ 3:7 میں "اے شوہرو! تم بھی" کہہ کر 3:1 کی طرف اشارہ کرتا ہے، جہاں وہ بیویوں کو تابع رہنے کو کہتا ہے۔ مزید یہ کہ وہ کہتا ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کے لیے فروتنی سے مضبوطی کے ساتھ کمربستہ رہیں (1-پطرس 5:5)۔**

آج شادی قدیم زمانے کی طرح نہیں گزاری جا سکتی۔ بعض لوگ اسے ایک نرم شکل میں آزماتے ہیں۔ **لیکن اگر تابع داری کی بنیاد تخلیق کی ترتیب کی غلط سمجھ پر رکھی جائے تو یہ بائبل کے مطابق نہیں، اس وقت بھی نہیں جب یہ اچھی طرح چل رہی ہو۔** مسیحی تابع داری (یعنی ہم ایمان لوگوں کے درمیان تابع داری، جن میں ایمان دار شوہر اور بیویاں بھی شامل ہیں) غلامانہ اور بےعزت کرنے والی نہیں۔ یہ عاجزانہ، وفادار اور محبت بھرا احترام، تعاون اور حمایت ہے۔ عاجزی اور حلیمی کی طرح تابع داری ایک عام مسیحی خصلت ہونی چاہیے۔ اور مثالی طور پر یہ باہمی ہونی چاہیے۔

مجھے اپنے بارے میں یہ تاثر تھا، اور میں نے دوسرے مردوں میں بھی یہی دیکھا، کہ ہم ایسی ہدایات کو یک طرفہ تابع داری کے طور پر بغیر کسی جذبے کے قبول کر لیتے ہیں۔ آخر ان کا اثر عورتوں پر پڑتا ہے، مردوں پر نہیں۔ ہم انہیں ویسے ہی سمجھتے ہیں جیسے ہمیں سکھایا گیا اور جیسے ہماری اپنی کلیسیاؤں میں اور کسی حد تک معاشرے میں ہماری تربیت ہوئی ہے۔ افسوس، یہ ہمارے دلوں کے رجحان کو ظاہر کرتا ہے۔

جب پہلی نظر میں عورتوں پر پابندی لگتی ہے تو ہم چونک کر یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ متعلقہ آیات کو کیسے سمجھا جانا چاہیے؟ ہم کسی ایسی بات کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں جس پر، اگر وہ ہم پر لاگو ہوتی، ہم سوال اٹھاتے۔ آئیے، ہم اپنے دلوں کو بدلنے دیں اور یسوع اور پولس کے مکتب میں داخل ہوں۔

14 نہ مرد نہ عورت

جب جنس کے لحاظ سے کرداروں کی بات ہوتی ہے تو گلتیوں 3:28 کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے:

[گلتیوں 3:26-28] کیونکہ تم سب اس ایمان کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے خدا کے فرزند ہو۔ اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی۔ نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت (نہ نر نہ مادہ) کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔

میں اکثر سنتا ہوں کہ پولس یہاں نجات کی بات کرتا ہے، جو یہاں گنوائے گئے سب قومی اور مذہبی گروہوں کے لیے اور آخر میں دونوں جنسوں کے لیے بغیر کسی فرق کے کھلی ہے۔ ان کے مطابق بات مسیح میں ہونے کی ہے، گری ہوئی تخلیق میں ہماری حقیقی زندگی کی نہیں۔ وہاں یہ فرق اب بھی موجود ہیں۔

لیکن پولس خط کے بالکل شروع میں کس موضوع کو اٹھاتا ہے؟ پطرس اور یہودی، غیر قوموں میں سے آنے والوں سے الگ ہو گئے، تاکہ الگ دسترخوانوں پر بیٹھ کر کھائیں۔ یہی وہ مسئلہ تھا جسے گلتیوں 3:28 مخاطب کرتا ہے۔ یعنی کلیسیا کا ایک بالکل عملی مسئلہ، جسے یہ آیت حل کرنا چاہتی ہے۔

یہ سچ ہے کہ ہم وہی رہتے ہیں جو ہم ہیں، لیکن سب کے لیے کچھ ایسا شامل ہو جاتا ہے جو اس سے بڑا ہے جو ہم نسل، طبقے یا جنس کے لحاظ سے ہیں: فرزندی۔ پولس فرزندی کی قدیم حیثیت کی بات کرتا ہے۔ اس میں مراعات اور عزت، حقوق اور میراث شامل تھے۔ یہ

بیٹیوں کے لیے نہیں تھا۔ وہ خدا کی فرزندی ایمان داروں کو دیتا ہے، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی!

یہودیت میں نجات، اور جو کچھ پرانے عہد میں اس سے سمجھا جاتا تھا، یہاں ذکر کیے گئے گروہوں کے لیے پہلے ہی دستیاب تھا۔ یونانی کو نو مرید کے طور پر قبول کیا جاتا تھا، بشرطیکہ اس کا ختنہ ہو۔ آزاد اور غلام، مردوں اور عورتوں کی طرح، اسرائیل کی قوم میں موجود تھے۔ پولس کوئی بہت زیادہ نئی بات نہ کہتا۔ نجات کے پہلو سے یہ وضاحت غلط تو نہیں، لیکن یہ سب کچھ نہیں۔

بات اس سے زیادہ کی ہے، یعنی انسان کے بارے میں ایک تصور کی۔ اپنی اصل میں یہ آیت 28 کہتی ہے کہ سب انسان خدا کی صورت ہیں، سب کی عزت برابر ہے اور گنہگار ہونے کے ناتے سب کا مسئلہ ایک ہے: انہیں مسیح کی ضرورت ہے اور انہیں مسیح ملتا ہے۔ ان تین جوڑوں کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے: بوڑھے اور جوان، غریب اور امیر، طاقت ور اور کمزور، بچے اور والدین، معذور اور غیر معذور، رسمی طور پر پاک اور ناپاک۔ گلتیوں کے لیے، قابل فہم طور پر، پہلے نمبر پر یہ بات ہے کہ اب یہودی اور غیر قومیں مسیح کے خاندان میں سب برابر اور سب ایک ہیں۔ سب خدا کے فرزند ہیں۔ کلیسیا میں ہم ہر ایک سے خدا کے فرزند کے طور پر ملتے ہیں۔ باقی سب فرق جو ابھی موجود ہیں، پس منظر میں چلے جاتے ہیں اور ہمارے آپس کے کام اور بات چیت کا تعین نہیں کرتے۔

پولس ان تین گروہوں کا نام اس لیے لیتا ہے کہ غیر نجات یافتہ دنیا میں ان کے درمیان کشیدگی ہے۔ کلیسیا میں یہ فرق جھگڑوں کا سبب نہیں بننے چاہییں۔ یہودی خود کو خدا کی برگزیدہ قوم سمجھتے تھے، غیر قوموں کو حقیر جانتے تھے۔ ختنے کے بغیر وہ خدا کی قوم کا حصہ نہیں بن سکتے تھے۔ غلام ایک ملکیت تھے جس سے فائدہ اٹھایا جاتا تھا۔ ان کی کوئی قدر نہیں تھی، ان کی کوئی

آواز نہیں تھی اور کوئی حقوق نہیں تھے۔ اس زمانے میں عورتیں بھی ملکیت تھیں اور مرد سے کم تر تھیں۔ ان کی بھی کوئی آواز نہیں تھی اور حقوق بہت کم تھے۔ مسیح میں اب ہم ایک دوسرے سے ویسے ملتے ہیں جیسے خدا ہمیشہ چاہتا تھا۔ بپتسمے اور ایمان کے ذریعے سب مسیح کا اقرار کرنے والے بن جاتے ہیں۔ تمام سماجی، نسلی اور درجہ وار فرق مسیح میں ختم ہو چکے ہیں۔ کلیسیا میں اب صرف بھائی اور بہنیں ہیں۔ وہاں خدا کی نظروں کے سامنے ان فرقوں کا اب کوئی کردار نہیں ہونا چاہیے۔ اگر عورتوں اور مردوں کی عزت برابر ہے تو دونوں کلیسیا کی ہر خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ یہ ایک منطقی نتیجہ ہے، اگرچہ اس آیت میں خدمتوں کی بات نہیں۔

پولس یہاں پیدائش 1:27 سے "نر و ناری" کے الفاظ لیتا ہے۔ وہ کسی طرح کے بے جنس وجود کی حمایت نہیں کرتا۔ 1-کرنتھیوں 11 میں وہ اس پر اصرار کرتا ہے کہ عورتیں، جب عبادت میں دعا یا نبوت کرتی ہیں، تو واضح طور پر عورتوں کے طور پر سامنے آئیں، اور مرد مردوں کے طور پر دیکھے جائیں؛ پولس بت پرست ثقافتوں اور عبادت کے طریقوں کے مختلف پہلوؤں سے واقف ہو سکتا تھا جن میں جنس کو جان بوجھ کر چھپایا جاتا یا مٹا بھی دیا جاتا تھا، لیکن یہاں یہ بات نہیں۔

تخلیق کی ترتیب اور نجات کی ترتیب ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہو سکتیں۔ نجات کی ترتیب اصل، خدا کی مرضی کے مطابق تخلیق کی ترتیب کو بحال کرتی ہے۔ اس میں مرد اور عورت برابر درجے کے ہیں۔ خوشخبری کے شفا بخش اثرات ہیں۔ سب سے پہلے کلیسیا میں، یعنی ایمان دار لوگوں کے درمیان۔ یہ مثبت اور انقلابی تبدیلیاں ہیں۔ یہ نجات کے لیے قدرت ہے جو ہزاروں سال پرانے گناہ آلود ڈھانچوں کو توڑ سکتی ہے اور پوری ثقافتوں اور قوموں کو بدل اور بچا سکتی ہے۔ آخرکار غلامی کا خاتمہ، ہماری جمہوریت، ہمارے آزادی کے حقوق اور جنسوں کے برابر حقوق بھی کسی حد تک پولس کے اسی قول کا نتیجہ ہیں۔ ان کا اثر ایک لمبے

عرصے میں معاشرے پر ظاہر ہوا۔ کلیسیا میں مردوں اور عورتوں کے کرداروں کے بارے میں اس سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔

اگرچہ یہ آیت ان کرداروں کے بارے میں بات نہیں کرتی، پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کوئی تعلق ہی نہیں۔ یہ آیت ایک ایسی بنیاد ہے جس پر بہنیں بغیر کسی فرق یا یک طرفہ تابع داری کے ہر وہ خدمت انجام دینے کے لیے آزاد ہیں جس کی نعمت یا قابلیت انہیں ملی ہے۔ اس کے لیے کوٹے کے کسی قاعدے کی ضرورت نہیں، بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ عاجزانہ اور دانش مندانہ برتاؤ کی۔

گلتیوں 3:28 کو دلوں پر کندہ کیا جانا چاہیے۔ خدا کسی کی طرف داری نہیں کرتا، تو ہمیں بھی نہیں کرنی چاہیے (رومیوں 2:11؛ یعقوب 2:1)۔

15 ہمارے قصور کا اعتراف

"مردانگی والے بھائی" – اس کا کیا مطلب ہے؟ 1-کرنتھیوں 16:13 میں پولس بہنوں اور بھائیوں سے کہتا ہے کہ مردانگی کریں اور مضبوط ہوں۔ یہ نسوانیت کے مقابلے میں نہیں، بلکہ ڈرپوک رویے کے مقابلے میں ہے۔ مردانگی کو میں یہاں یوں سمجھنا چاہتا ہوں: ہم مردوں کو اس طرح مردانگی دکھانی ہے کہ ہم مسیح میں اپنی بہنوں کے سامنے قصور کا ایک ایسا اعتراف کرنے کی ہمت کریں جو بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا، اور اس کے مطابق عمل بھی کریں۔ ہم مردوں نے تشریح کا اختیار اپنے لیے لے لیا اور اس کے ساتھ عمل کا اختیار بھی، جس سے ہم نے عورتوں کو کلیسیا کی خدمتوں سے باہر رکھا۔

ہم سمجھتے تھے کہ ہم خدا کی خدمت کر رہے ہیں، لیکن ہم نے اس کا الٹ کیا!

اے خدا، یہوہ الوہیم، مرد اور عورت کے خالق، ہمیں معاف کر کہ ہم نے ایسا سوچا، مطالبہ کیا اور عمل کیا گویا بہنیں برابر درجے کی نہیں بلکہ کم درجے کی ہیں۔ برابر کی ساتھی نہیں، بلکہ ہم سے ایک درجہ نیچے۔

اے خداوند یسوع، ہمیں معاف کر کہ ہم نے سوچا کہ عورتیں خاموش رہیں اور عوامی طور پر پیچھے رہیں۔

ہمیں معاف کر کہ ہم نے سوچا کہ تُو نہیں چاہتا کہ وہ سب کے سامنے تیری اور تیری سچائی کی منادی کریں۔

پیاری بہنو، اس غلط رویے کے لیے ہمیں معاف کر دیجیے، جس کے بارے میں ہم سمجھتے تھے کہ وہ الٰہی اور بائبل کے مطابق ہے! ہمیں معاف کر دیجیے کہ ہم نے بعض حالات میں بلاوجہ آپ کے ضمیر کو بوجھل کیا۔

ہمیں معاف کر دیجیے کہ ہم نے اہم معاملات اور سوالات پر آپ کے بغیر بات کی اور فیصلے کیے۔ ہم نے آپ سے مشورہ نہیں لیا!

ہم مرد ناکام رہے۔ ہم اکثر، اور یہ محسوس کیے بغیر، خودغرض، غلبہ جمانے والے، سب کچھ جاننے کے دعوے دار تھے۔ اپنے بارے میں اندھے۔ آپ خواتین کے بارے میں اور آپ کی بلاہٹوں اور نعمتوں کے بارے میں اندھے۔

ہمیں معاف کر دیجیے کہ جہاں ہم بزدل تھے، ہم نے آپ کو آگے کر دیا اور آپ پر انحصار کیا، جہاں ہمیں مردانگی سے ڈٹ کر آگے بڑھنا چاہیے تھا اور آپ بجا طور پر یہ توقع رکھتی تھیں۔

اس پر ہماری بےپروائی کے لیے ہمیں معاف کر دیجیے جو آپ کے لیے مشکل تھا اور جسے آپ کبھی سمجھ نہ سکیں۔ ہم نے آپ سے کبھی نہیں پوچھا کہ اس کے ساتھ آپ کیسا محسوس کرتی ہیں۔ ہمیں معاف کر دیجیے کہ ہم نے ان امتیازی رویوں اور تعلیمات کے بارے میں آپ کے احساسات نہیں پوچھے۔

ہمیں افسوس ہے۔ ہم غلطی پر تھے۔

آزاد رہیے! خوشی سے خداوند کی خدمت کیجیے!

ہم آپ کا ساتھ دیں گے - جیسے آپ نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا ہے، ہمارے سب کیے کے باوجود۔

16 آخر میں

بہت سے مسیحی، جن کے لیے بائبل ہی واحد معیار ہے، "خواتین کے مسئلے" کو بہت پہلے حل کر چکے ہیں اور بہنوں کے لیے راستہ کھول چکے ہیں۔ میری زندگی میں یہ سمجھ افسوس سے بہت دیر میں آئی۔ اسی طرح یہ کتاب بھی دراصل فرسودہ ہے، کیونکہ یہ بات بہت پہلے صاف پہچان لی جانی چاہیے تھی کہ ہم کلیسیائی زندگی کے تمام شعبوں میں بہنوں کی خدمت کے بغیر کام نہیں چلا سکتے۔ ہم مرد صرف اپنا ہی نقصان کرتے ہیں جب ہم مرد اور عورت کے بارے میں درجہ وار نظریے پر قائم رہتے ہیں۔ لیکن اپنے یقین بدلنے میں کبھی دیر نہیں ہوتی۔

اس کتاب میں جن سوالوں پر بات کی گئی ہے، وہ بہت سی جگہوں پر بہت پہلے حل ہو چکے ہیں اور میں دیر سے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں۔ یہ جنگ بہت پہلے لڑی جا چکی ہے۔ دوسروں نے پچھلے 30 سال میں اس محاذ پر جدوجہد کی ہے۔ ان کے الٰہیاتی کام سے مجھے بہت فائدہ ہوا ہے۔

کلیسیا کو اس سے کہیں زیادہ گہرے موضوعات کا سامنا ہے۔ ایسے موضوعات جو جنس کے سوال کو بری طرح الجھا دیتے ہیں، آج ایجنڈے پر ہیں اور زور شور سے معاشرے کی توجہ میں لائے جا رہے ہیں، مثلاً ٹرانس سیکشوئلٹی۔ ہمیں مسیحی ہونے کے ناتے اپنے معاشرے میں اس کے جواب دینے ہوں گے۔ ہم مسیحیوں کو اس بات پر قائم رہنا ہے کہ دو جنسوں کا خدا کا خیال لاجواب ہے اور اس کا دفاع کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر ہم اب بھی اس پر بحث کر رہے ہیں کہ عورتیں کلیسیا میں بول سکتی ہیں اور تعلیم دے سکتی ہیں یا نہیں، تو ہم اپنی ساری اہمیت ہمیشہ کے لیے کھو دیں گے، اور واقعی اہم موجودہ موضوعات پر بھی ہمیں سنجیدگی سے نہیں لیا جائے گا اور ہماری بات نہیں سنی جائے گی۔

انہی موجودہ موضوعات میں سے ایک ٹرانس ہیومنزم ہے، جو انسان کی تعریف بائبل سے بالکل مختلف طور پر کرتا ہے – اس میں بات جنس کے سوال سے کہیں آگے کی ہے۔ یہاں ہماری آنکھوں کے سامنے بابل کے برج جیسی ایک اور تعمیر ابھر رہی ہے، جو آخری زمانے کی اس تصویر میں فٹ بیٹھتی ہے جو بائبل ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔

"آئیے، ہم ایسے مسیحی بنیں جو اس دنیا کے سامنے شادی، خاندان اور کلیسیا میں مرد اور عورت کے محبت بھرے ساتھ کا نمونہ پیش کریں۔ آئیے، ہم ایک الجھے ہوئے اور بے سمت معاشرے میں امید کے علم بردار بنیں، جو سچے، کھرے کرداری نمونوں کی تلاش میں ہے۔ آئیے، ہم ایسے نمونے بنیں جو دوسری جنس کے لیے احترام اور قدر دانی میں نمایاں ہوں۔ تب، اور صرف تب، آج کے لوگ ہمیں دیکھیں گے اور سنجیدگی سے لیں گے۔"

گیبریلے زنگر (Gabriele Singer)

مرد اور عورت کے طور پر

محبت کرنا، راہنمائی کرنا، تعلیم دینا

مل کر بہتر!

ساتھ ساتھ بہتر!

ایک دوسرے کے ساتھ بہتر!



"میں خدا کے کلام میں دیکھتا ہوں کہ یسوع نے، جو کسی مرد کے دخل کے بغیر ایک عورت کے بطن میں آیا، عورتوں کو خاموش نہیں کیا، بلکہ اس کے برعکس انہیں بولنے کو کہا۔ کہ اس نے اسے اچھا جانا کہ ایک عورت ربی کے قدموں میں بیٹھ کر سیکھے، جیسے پولس گملی ایل کے قدموں میں بیٹھا تھا۔ اور یہ کہ اس نے ایک عورت کو اپنے اوپر ایک اہم کاہنانہ خدمت انجام دینے دی اور اس سے اپنے دفن کے لیے مسح پایا۔ عورتیں صلیب کے پاس سب سے آخر تک رہیں اور قبر پر سب سے پہلے پہنچیں۔ صلیب پر کہے گئے 7 'کلمات' میں سے 5 کی گواہی صرف عورتوں نے دی اور انہی کے ذریعے وہ ہم تک پہنچے (رومی سپاہیوں کے سوا)، اور تاریخ نجات کے اہم ترین سنگ میل کی گواہی صرف عورتوں نے دی۔ یسوع مردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد جان بوجھ کر عورتوں سے ملا اور انہیں یہ ذمہ داری دی کہ اس کے بھائیوں کو بتائیں کہ وہ جی اٹھا ہے۔ وہ اس سے زیادہ کیا کر سکتا تھا کہ ہمیشہ کے لیے واضح کر دے کہ خدا کی چھڑائی ہوئی کلیسیا میں عورت کی مکمل برابری خدا کا اصل اور نہ بدلنے والا ارادہ ہے؟" کرسچن بیزے (Christian Beese)

ایک لاعلاج بیماری کی طرح، صدیوں پرانی، مضبوطی اور گہرائی سے جڑ پکڑی ہوئی اور ہر طرف پھیلتی ہوئی خودرو گھاس کی طرح، مسیحی مردوں کا عورت کے بارے میں تصور شروع سے اپنے ماحول کی، اور افسوس ان کے دل کی بھی، بازگشت ہے۔ چاہے یہ شعوری اور لاشعوری طور پر، سخت، معتدل، بلکہ محبت بھرے انداز میں بھی جیا گیا ہو، پھر بھی بائبل کی اوریوں الٰہی سچائی کی طرف لوٹنے کے سوا کوئی راستہ نہیں، جو اکیلی ہی آزاد کرتی ہے۔

Hans-Jörg Ronsdorf

"پدرسری سوچ سے عورتوں کے لیے دوستانہ سوچ تک پہنچنا آسان راستہ نہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ہر وہ بات نئے سرے سے تصور کریں جو ہم اپنی دنیا اور اس کے چلنے کے طریقے کے بارے میں، اپنے ایمان اور خدا کے ساتھ اپنے رشتے کے بارے میں، ایک دوسرے کے ساتھ اور اپنی کائنات کے ساتھ اپنے رشتے کے بارے میں سمجھنے کا گمان رکھتے تھے۔ یہ اتنی ہی مشکل تبدیلی ہے جتنی ہمارے آبا و اجداد کے لیے کائنات کی زمین مرکزی سمجھ سے سورج مرکزی سمجھ کی طرف جانا۔ جن پہلے سائنس دانوں نے یہ تجویز کیا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے نہ کہ اس کے برعکس، انہیں کلیسیا سے خارج کر دیا گیا، کیونکہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ خدا کی قدرت کے لیے خطرہ ہے۔ اسی طرح ایک پدرسری نظریۂ عالم سے نکلنا بہت مشکل ہے، جس میں یہ معمول کی بات مانی جاتی ہے کہ مرد عورتوں کی راہنمائی کریں اور ان پر غلبہ رکھیں، اور نظام اور ادارے مردوں کے منظم کیے ہوئے اور مردوں کے چلائے ہوئے ہوں۔ برابر کے حقوق والا ایگیلیٹیرین نظریۂ عالم ایک ایسا نظریۂ عالم ہے جو عورتوں اور مردوں کو باہمی رشتے میں دیکھتا ہے، جو اختیار بانٹتے ہیں، ایک دوسرے کی نعمتوں کو پہچانتے ہیں، انہیں آگے بڑھاتے اور آزاد کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے برابر احترام اور برابر عزت کے ساتھ ملتے ہیں۔" باربرا ریڈ (Barbara Reid)

"جو خوشخبری کی روح کی گرفت میں آگیا ہے، وہ اس بات سے متفق ہوگا کہ کرداروں کا ایک پدرسری تصور، جو عورتوں پر سرپرستی جتاتا ہے اور انہیں خدا کی بادشاہی کے لیے مفلوج کر دیتا ہے، نہ صرف ناانصافی ہے بلکہ اس نے خدا کی کلیسیا کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ اگرچہ یہ کبھی کم ظرف ارادوں سے، اقتدار کی کشمکش کی روح میں یا جان بوجھ کر ذلیل کرنے کے لیے نہیں ہوا، بلکہ اکثر کلام مقدس کی ایک المناک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا، پھر بھی اب وقت آگیا ہے کہ بے عزت کرنے والی روایات پر ہمت سے سوال اٹھائے جائیں اور ان سے منہ موڑا جائے، تاکہ عورتیں بھی اپنے پاؤں 'کشادہ جگہ' میں رکھ سکیں اور یسوع مسیح کی حاصل کی ہوئی کامل مخلصی کو آخرکار شکرگزاری سے تجربہ کریں۔" ہارٹمٹ کروگر (Hartmut Krüger)

بائبل کے متون کے ثقافتی پس منظر کو نظرانداز کرنے کا نتیجہ یہ نہیں نکلتا کہ انسان متون کے الفاظ پر قائم رہے؛ بلکہ یہ کہ بائبل کے الفاظ اکثر، اگر زیادہ تر نہیں تو، اپنے ہی زمانے کے اپنے ثقافتی عقائد کا عکس ڈالنے کی سطح بن جاتے ہیں۔ جو بات بہت سے ایوانجیلیکل مسیحیوں کو ایک ابدی بائبلی سچائی کے طور پر سنائی گئی، وہ درحقیقت انیسویں اور بیسویں صدی کی پیداوار ہے۔ لہٰذا کلیسیائی خدمت میں عورتوں کے برابر حقوق کے لیے کوشش کرنا فیمنزم کے آج کے، موجودہ زمانے کے رجحان کی پیروی نہیں، کیونکہ وہاں بات بہت پہلے سے کہیں زیادہ دور رس مطالبات کی ہے۔ وہاں بات کرداروں کو الٹ دینے کی ہے، جیسے وہ بیسویں صدی تک تھے، یا جنس کو سرے سے ختم کر دینے کی۔ متنازعہ سوالوں میں مختلف مؤقف پر سنجیدہ بحث تک کرنا کوئی کیسے سیکھے، جب اس نے دہائیوں تک یہ مشق کی ہو اور اس کے لیے لڑا ہو کہ عقیدوں کے اقرار یا یقین دوسروں پر مسلط کیے جائیں؟

تھورسٹن ڈیٹز (Thorsten Dietz)

17 مصنف کی دوسری کتابیں

Und die Toten leben doch (اور مردے پھر بھی زندہ ہیں)، 1992، Bielefeld

Seitenwechsel – Von Adam zu Christus (رخ کی تبدیلی – آدم سے مسیح تک)، Bielefeld، 2011

Entrückung, Himmel, Ewigkeit – Ein neuer Blick auf alte Themen (اٹھا لیا جانا، آسمان، ابدیت – پرانے موضوعات پر ایک نئی نظر)، Nürnberg، 2015

Gottes Lamm, Golgota und die Ewigkeit (خدا کا برہ، گلگتا اور ابدیت)، Wuppertal، 2015

Fantastische Himmelwelt, Lehre und Leben der Himmelwelt im Epheserbrief (شاندار آسمانی دنیا – افسیوں کے خط میں آسمانی دنیا کی تعلیم اور زندگی)، Nürnberg، 2016

Gott spricht, Eine erklärende Übertragung der allgemeinen Briefe und der Offenbarung (خدا کلام کرتا ہے – عام خطوط اور مکاشفہ کا وضاحتی ترجمہ)، Sulzberg، 2017

Epheser, nacherzählt, erklärt für heute (افسیوں – آسان بیان، آج کے لیے وضاحت)، Sulzberg، 2018

Gods good Gospel, Gottes gutes Evangelium (خدا کی اچھی خوشخبری)، Sulzberg، 2019

Markus, nacherzählt, erklärt für heute (مرقس – آسان بیان، آج کے لیے وضاحت)، Sulzberg، 2019

Galater, nacherzählt, erklärt für heute (گلتیوں – آسان بیان، آج کے لیے وضاحت)، Sulzberg، 2020

Die Briefe des Johannes, nacherzählt, erklärt für heute (یوحنا کے خطوط – آسان بیان، آج کے لیے وضاحت)، Sulzberg، 2020

Frauen, vergebt uns! – Die Rolle von Frau und Mann (خواتین، ہمیں معاف کر دیجیے! – عورت اور مرد کا کردار)، Sulzberg، 2020

Ein König voller Pracht – Die gute Botschaft von Jesus, dem Messias (شان و شوکت والا ایک بادشاہ – یسوع مسیح کی خوشخبری)، Augsburg، 2022